بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

462

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (243)

﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ وَ ہُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۪ فَقَالَ لَہُمُ اللّٰہُ مُوۡتُوۡا ۟ ثُمَّ اَحۡیَاہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۲۴۳﴾﴾

ء ل ف

(س) اَلِفًا مانوس ہونا۔ محبت کرنا۔

(ض) اَلِفًا جمع ہونا۔ ہم آہنگ ہونا۔

(افعال) اِیۡلَافًا کسی کو کسی سے مانوس کرنا۔ ﴿اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾﴾ (106/قریش:2) ''ان کو مانوس کرنا سردی اور گرمی کے سفر سے۔''

(تفعیل) تَاۡلِیۡفًا مانوس کرنا۔ محبت پیدا کرنا۔ جمع کرنا۔ ﴿وَ اَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ﴾ (8/الانفال:63) ''اور اس نے محبت پیدا کی ان کے دلوں کے مابین۔'' ﴿اَنَّ اللّٰہَ یُزۡجِیۡ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیۡنَہٗ﴾ (24/النور:43) ''کہ اللہ چلاتا بادل کو پھر وہ اکٹھا کرتا ہے اس کو آپس میں۔''

مُؤَلَّفٌ اسم المفعول ہے۔ جمع کیا ہوا۔ جوڑا ہوا۔ ﴿وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ﴾ (9/التوبہ:60) ''اور ان کے لیے جن کی دل جوئی منظور ہے۔''

اَلۡفٌ ج اٰلَافٌ۔ ایک ہزار۔ ﴿وَ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ اَلۡفٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفَیۡنِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ﴾ (8/الانفال:66) ''اور اگر ہوں تم میں سے ایک ہزار تو وہ لوگ غالب ہوں گے دو ہزار پر اللہ کے اذن سے۔'' ﴿اَنۡ یُّمِدَّکُمۡ رَبُّکُمۡ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ﴾ (3/آل عمران:124) ''کہ وہ مدد کرے تمہاری تین ہزار فرشتوں سے۔''

اُلُوۡفٌ فُعُوۡلٌ کے وزن پر جمع ہے۔ ہزاروں۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَلَمۡ تَرَ کا فاعل تَرَ میں شامل اَنۡتَ کی ضمیر ہے اور اَلَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا اس کا مفعول ہے، جبکہ مِنۡ دِیَارِہِمۡ متعلق فعل ہے۔ وَہُمۡ اُلُوۡفٌ کا واو حالیہ ہے، ہُمۡ مبتداء اور اُلُوۡفٌ خبر ہے۔ لَمۡ کی وجہ سے اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ حال کے بجائے ماضی میں ہو گا۔ حَذَرَ الۡمَوۡتِ بھی متعلق فعل ہے اور اَلَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا کا حال ہونے کی وجہ سے اس کا مضاف منصوب ہے۔

ثُمَّ ترتیب کے لیے آتا ہے اس لیے اس سے پہلے فَمَاتُوۡا محذوف ہے جو کہ فعل امر مُوۡتُوۡا کا جواب امر ہے۔ اَحۡیَا کا فاعل ھُوَ کی ضمیر ہے جو اَللّٰہُ کے لیے ہے۔ ھُمۡ ضمیر مفعولی ہے جو اَلَّذِیۡنَ کے لیے ہے۔ لٰکِنَّ کا اسم اَکۡثَرَ النَّاسِ ہے اس لیے اس کا مضاف منصوب ہے، جبکہ جملہ فعلیہ لَا یَشۡکُرُوۡنَ خبر ہے۔

ترجمہ

اَلَمۡ تَرَ	اِلَی الَّذِیۡنَ	خَرَجُوۡا	مِنۡ دِیَارِہِمۡ
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	ان لوگوں (کی حالت) کی طرف جو	نکلے	اپنے گھروں سے

وَ	هُمْ اُلُوْفٌ	حَذَرَ الْمَوْتِ ۨ	فَقَالَ	لَهُمُ 462	اللّٰهُ
اس حال میں کہ	وہ ہزاروں تھے	موت کا ڈر کرتے ہوئے	تو کہا	ان سے	اللہ نے

مُوْتُوْا ۣ	ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	لَذُوْ فَضْلٍ
تم لوگ مرجاؤ (تو وہ مرگئے)	پھر اس نے زندہ کیا ان کو	بیشک اللہ	فضل والا ہے

عَلَى النَّاسِ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَشْكُرُوْنَ
لوگوں پر	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	شکر نہیں کرتی ہے

نوٹ۔1

ر ءی - یَرٰی کا مفعول بنفسہ آتا ہے۔ اور جب اِلٰی کے صلہ کے ساتھ آئے تو اس میں اس کے مفعول کی حالت پر غور کرنے اور اسے سمجھنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ ترجمہ میں اسے ظاہر کیا گیا ہے۔

نوٹ۔2

یہ بنی اسرائیل کی ایک بستی کا واقعہ ہے جہاں کوئی وباء پھوٹ پڑی تھی۔ اس سے بچنے کے لیے یہ لوگ بستی کو چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے جہاں انہیں موت آئی۔ پھر ایک نبی کی دُعا سے دوبارہ زندہ ہوئے۔

آیت نمبر (244)

﴿ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٤﴾ ﴾

ترجمہ

وَقَاتِلُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
اور تم لوگ قتال کرو	اللہ کی راہ میں	اور جان لو	کہ	اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

مادہ ''ق ت ل'' سے فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل قَاتِلٌ بنتا ہے۔ اس کی جمع قَاتِلُوْنَ سے جب نون اعرابی گرتا ہے تو قَاتِلُوْ استعمال ہوتا ہے یعنی واؤ الجمع کے الف کے بغیر۔ اور باب مفاعلہ سے اس کا فعل امر قَاتِلْ بنتا ہے جس کی جمع قَاتِلُوْا ہے۔ اس طرح دونوں میں فرق صرف واؤ الجمع کے الف کا ہے۔ اسی لیے قَاتِلُوْ الْمُشْرِكِيْنَ کا ترجمہ ہوگا ''مشرکوں کو قتل کرنے والے''۔ جبکہ قَاتِلُوْا الْمُشْرِكِيْنَ کا ترجمہ ہوگا ''تم لوگ جنگ کرو مشرکوں سے۔''

نوٹ۔2

اِس آیت میں گزشتہ آیت سے ربط یہ ہے کہ جب موت سے بچنا انسان کے بس میں نہیں ہے، تو پھر موت کے ڈر سے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے سے جی چرانا حماقت بھی ہے اور محرومی بھی۔

آیت نمبر (245)

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۣطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٤٥﴾ ﴾

ق ر ض

462

(ض)	قَرْضًا	(۱) کسی سے بچتے ہوئے گزر جانا۔ کترا جانا۔ (۲) کسی کو بدلہ دینا۔ ﴿وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ (18/الکھف:17) ''اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو وہ کترا جاتا ہے ان سے بائیں طرف۔''
	قَرْضٌ	اسم ذات ہے۔ اُدھار قرض۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(افعال)	اِقْرَاضًا	کسی کو اُدھار دینا۔ قرض دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	اَقْرِضْ	فعل امر ہے۔ تو قرض دے۔ ﴿وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ﴾ (73/المزمل:20) ''اور تم لوگ قرض دو اللہ کو، خوبصورت قرضہ۔''

ض ع ف

(ف)	ضَعْفًا	کسی چیز کو زیادہ کرنا۔
(ک)	ضَعَافَةً	کمزور ہونا۔ ﴿وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ﴾ (3/آل عمران:146) ''اور وہ لوگ نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے۔''
	اَضْعَفُ	اَفعل التفضیل ہے۔ زیادہ کمزور۔ ﴿مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ۝﴾ (19/مریم:75) ''کون زیادہ بُرا ہے بلحاظ مقام کے اور زیادہ کمزور ہے بلحاظ فوج کے۔''
	ضَعِيْفٌ	ج ضِعَافٌ اور ضُعَفَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ کمزور۔ ﴿وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝﴾ (4/النساء:28) ''اور پیدا کیا گیا انسان کو کمزور۔'' ﴿لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا﴾ (4/النساء:9) ''اگر وہ لوگ چھوڑیں اپنے پیچھے کچھ کمزور اولادیں۔'' ﴿فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا﴾ (14/ابراہیم:21) ''تو کہیں گے کمزور لوگ ان سے جنھوں نے بڑائی چاہی۔''
	ضَعْفٌ اور ضُعْفٌ	اسم ذات ہے۔ کمزوری۔ ﴿وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ﴾ (8/الانفال:66) ''اور اس نے جانا کہ تم لوگوں میں کچھ کمزوری ہے۔'' ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ﴾ (30/الروم:54) ''اللہ ہے جس نے پیدا کیا تم لوگوں کو کمزوری سے۔''
	ضِعْفٌ	ج اَضْعَافٌ۔ دوگنا (واحد لفظ ضِعْفٌ بھی دوگنے کے لیے آتا ہے اور اس کا تثنیہ ضِعْفَيْنِ بھی آتا ہے۔'' ﴿رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ﴾ (7/الاعراف:38) ''اے ہمارے رب ان لوگوں نے بہکایا ہم کو پس تُو دے ان کو دوگناہ عذاب آگ میں سے۔'' ﴿رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (33/الاحزاب:68) ''اے ہمارے رب! تُو دے ان کو دوگنا عذاب میں سے۔'' جمع آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔
(افعال)	اِضْعَافًا	زیادہ کرنا۔ بڑھانا۔
	مُضْعِفٌ	اسم الفاعل ہے۔ زیادہ کرنے والا۔ ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝﴾ (30/الروم:39) ''تو وہ لوگ ہی بڑھانے والے ہیں۔''
(مفاعلہ)	مُضَاعَفَةً	گنوں میں بڑھانا۔ MULTIPLY کرنا۔ ضرب دے کر بڑھانا۔ ﴿وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ﴾ (2/البقرہ:261) ''اور اللہ کئی گنا بڑھاتا ہے اس کے لیے جس کے لیے وہ چاہتا ہے۔''
(استفعال)	اِسْتِضْعَافًا	کسی کو کمزور سمجھنا۔ ﴿اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ﴾ (7/الاعراف:150) ''بیشک قوم نے کمزور سمجھا مجھ کو۔''
	مُسْتَضْعَفٌ	اسم المفعول ہے، صفت کے طور پر آتا ہے۔ کمزور سمجھا ہوا یعنی کمزور۔ ﴿قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ﴾ (4/النساء:97) ''ان لوگوں نے کہا ہم لوگ تھے کمزور زمین میں۔''

ق ب ض

(ض) **قَبْضًا** کسی چیز کو پنجے سے پکڑنا۔(۱) پکڑنا۔قبضے میں لینا۔(۲) سمیٹنا۔سکیڑنا۔﴿فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ﴾ (20/طٰہٰ:96)''تو میں نے پکڑا ایک مٹھی بھر فرشتے کے نشان سے۔'' ﴿ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا﴾ (25/الفرقان:46)''پھر ہم نے سمیٹا اس کو اپنی طرف، آسان سمیٹنا۔''

قَبْضَةٌ اسم ذات ہے۔مُٹھی۔﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (39/الزمر:67)''اور زمین کی کُل اس کی مُٹھی میں ہوگی قیامت کے دن۔''

مَقْبُوْضَةٌ اسم المفعول ہے۔قبضہ میں لیا ہوا۔پکڑا ہوا۔﴿وَ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾ (2/البقرہ:283)''اور تم لوگ نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو رہن ہے قبضہ میں لیا ہوا۔''

ب س ط

(ن) **بَسْطًا** کسی چیز کو پھیلانا۔کشادہ کرنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

بَاسِطٌ اسم الفاعل ہے۔پھیلانے والا۔﴿مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ﴾ (5/المآئدہ:28) ''میں پھیلانے والا نہیں ہوں اپنا ہاتھ کہ میں قتل کروں تجھ کو۔''

مَبْسُوْطٌ اسم المفعول ہے۔پھیلایا ہوا۔﴿بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ﴾ (5/المآئدہ:64)''بلکہ اس کے ہاتھ کھولے ہوئے ہیں۔''

بَسْطَةٌ اسم ذات ہے۔پھیلاؤ۔کشادگی۔﴿وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾ (2/البقرہ:247) ''اور اس نے زیادہ کیا اس کو بلحاظ کشادگی، علم میں اور جسم میں۔''

بِسَاطٌ اسم ذات ہے۔پھیلائی ہوئی چیز۔بچھونا۔فرش۔﴿وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا﴾ (71/نوح:19)''اور اللہ نے بنایا تم لوگوں کے لیے زمین کو ایک بچھونا۔''

ترکیب

مَنْ استفہامیہ ہے اور مبتداء ہے۔ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ صلہ موصول مل کر اس کی خبر ہے۔يُقْرِضُ کا مفعول اللّٰهَ ہے، جبکہ قَرْضًا حَسَنًا مفعول مطلق ہے۔فَيُضٰعِفَهٗ کا فَا سببیہ ہے۔اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ مضارع کو نصب دیتا ہے۔اسی لیے يُضٰعِفَ منصوب آیا ہے۔اس میں ہٗ کی ضمیر قَرْضًا حَسَنًا کے لیے ہے، جبکہ لَهٗ کی ضمیر مَنْ ذَا الَّذِيْ کے لیے ہے اَضْعَافًا كَثِيْرَةً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔وَ يَبْصُۜطُ کے بعد الرِّزْقَ محذوف ہے۔ثلاثی مجرد کے مضارع مجہول کا وزن يُفْعَلُ ہے، اور باب افعال کے مضارع مجہول کا بھی یہی وزن ہے۔یہاں تُرْجَعُوْنَ ثلاثی کا مضارع مجہول ہے کیونکہ مادہ ''ر ج ع'' باب افعال سے نہیں آتا۔

ترجمہ

مَنْ ذَا الَّذِيْ	يُقْرِضُ	اللّٰهَ	قَرْضًا حَسَنًا	فَيُضٰعِفَهٗ
کون ہے وہ جو	قرضہ دے	اللہ کو	ایک خوبصورت قرض	اس سبب سے وہ ضرب دے کر بڑھائے اس کو

لَهٗ	اَضْعَافًا كَثِيْرَةً	وَاللّٰهُ	يَقْبِضُ
اس کے لیے	کئی گنا	اور اللہ	سکیڑتا ہے

وَ يَبْصُۜطُ	وَاِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ
اور کشادہ کرتا ہے (رزق کو)	اور اس کی طرف ہی	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے

نوٹ: 1

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کھجور کے دو باغوں کا مالک ہوں۔ اس کے علاوہ میری[462] ملک میں کچھ نہیں ہے۔ میں اپنے یہ دونوں باغ اللہ تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ ایک اللہ کے راستے میں وقف کر دو اور دوسرا اپنے اہل وعیال کی معاشی ضرورت کے لیے باقی رکھو۔ تو ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دونوں میں سے اچھا باغ جس میں چھ سو درخت ہیں، اس کو میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (246)

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ ﴾

م ل ء

(ن) مِلَاءَةً: کسی چیز کو کسی چیز سے بھر دینا۔ ﴿ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۸﴾ ﴾ (7/الاعراف: 18) ''میں لازماً بھر دوں گا جہنم کو تم سب کے سب سے۔''

(ک) مَلَاءً: بھرا ہوا ہونا۔ دولتمند ہونا۔ رئیس یا سردار ہونا۔

مَالِئٌ: اسم الفاعل ہے۔ بھرنے والا۔ ﴿ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ﴾ (37/الصافات: 66) ''پس وہ لوگ کھانے والے ہیں اس سے تو وہ بھرنے والے ہیں اس سے پیٹوں کو۔''

مِلْءٌ: اتنی مقدار جس سے کوئی چیز بھر جائے۔ بھر۔ (جیسے گلاس بھر پانی۔ مَن بھر آٹا وغیرہ۔'' ﴿ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا ﴾ (3/آل عمران: 91) ''تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان کے کسی ایک سے زمین بھر سونا۔''

مَلَأٌ: اسم جمع ہے۔ کسی قوم کے رئیسوں اور سرداروں کی جماعت۔ آیتِ زیرِ مطالعہ۔

(افتعال) اِمْتِلَاءً: کسی چیز کا کسی چیز سے بھر جانا۔ ﴿ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ ﴾ (50/قٓ: 30) ''جس دن ہم کہیں گے جہنم سے کیا تو بھر گئی۔''

ترکیب

اِذْ قَالُوْا کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو الْمَلَاِ کے لیے ہے۔ فعل امر اُبْعَثْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے نُقَاتِلْ مجزوم ہوا ہے۔ عَسَیْتُمْ میں اَنْتُمْ کی ضمیر فعل مقاربہ عَسٰی کا اسم ہے اور اَلَّا تُقَاتِلُوْا اس کی خبر ہے، جبکہ درمیان میں جملہ شرطیہ ہے۔ اَلَّا دراصل اَنْ لَا ہے۔ اس میں اَنْ کی وجہ سے تُقَاتِلُوْا منصوب ہوا ہے۔ جملہ شرطیہ میں كُتِبَ ماضی مجہول ہے اس لیے اس پر اِنْ کا عمل ظاہر نہیں ہوا اور اَلْقِتَالُ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ مَا استفہامیہ ہے اور مبتداء ہے۔ لَنَا قائم مقام خبر ہے۔ وَقَدْ اُخْرِجْنَا کا واؤ حالیہ ہے۔ اَبْنَآئِنَا کے مضاف کی جر بتا رہی ہے کہ یہ مِنْ پر عطف ہے۔ لَمَّا حرف شرط ہے۔ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ شرط ہے اور تَوَلَّوْا جواب شرط ہے۔ اِلَّا کی وجہ سے قَلِیْلًا منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الْمَلَاِ	مِنْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	سرداروں (کی حالت) کی طرف	بنی اسرائیل میں سے

مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى	اِذْ قَالُوْا	لِنَبِىٍّ لَّهُمُ	ابْعَثْ
موسیٰ ؑ کے بعد	جب ان لوگوں نے کہا	اپنے ایک نبی سے	تو بھیج (یعنی مقرر کر)

لَنَا	مَلِكًا	نُّقَاتِلْ	فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	قَالَ
ہمارے لیے	ایک بادشاہ	تو ہم قتال کریں	اللہ کی راہ میں	انہوں ؑ نے کہا

هَلْ عَسَيْتُمْ	اِنْ	كُتِبَ	عَلَيْكُمُ	الْقِتَالُ	اَلَّا تُقَاتِلُوْا
کیا ہوسکتا ہے تم لوگوں سے،	اگر	فرض کیا جائے	تم پر	قتال کو،	کہ تم لوگ قتال نہ کرو

قَالُوْا	وَمَا لَنَآ	اَلَّا نُقَاتِلَ	فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَ	قَدْ اُخْرِجْنَا
انہوں نے کہا	اور ہمیں کیا ہے	کہ ہم قتال نہ کریں	اللہ کی راہ میں	(جب) حال یہ ہے کہ	ہم نکالے گئے ہیں

مِنْ دِيَارِنَا	وَ اَبْنَآئِنَا	فَلَمَّا	كُتِبَ	عَلَيْهِمُ	الْقِتَالُ
اپنے گھروں سے	اور اپنے بیٹوں سے	پھر جب	فرض کیا گیا	ان پر	قتال کو

تَوَلَّوْا	اِلَّا	قَلِيْلًا مِّنْهُمْ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ
تو انہوں نے منھ موڑا	مگر	ان میں سے تھوڑوں نے	اور اللہ	جاننے والا ہے

بِالظّٰلِمِيْنَ
ظلم کرنے والوں کو

آیت نمبر (247)

﴿ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ
اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ
وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾

ترکیب

بَعَثَ کا مفعول اوّل طَالُوْتَ ہے اور مَلِكًا مفعول ثانی ہے۔ يَكُوْنُ کا اسم اَلْمُلْكُ ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لَهٗ قائم مقام خبر ہے۔ يُؤْتَ کا نائب فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو طَالُوْتَ کے لیے ہے، جبکہ سَعَةً مفعول ثانی ہے۔ زَادَ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اَللّٰهُ کے لیے ہے، اس کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے جو طَالُوْتَ کے لیے ہے، جبکہ بَسْطَةً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	لَهُمْ	نَبِيُّهُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	قَدْ بَعَثَ	لَكُمْ	462 طَالُوْتَ
اور کہا	ان سے	ان کے نبی نے	بیشک اللہ نے	مقرر کیا ہے	تمہارے لیے	طالوت کو

مَلِكًا ط	قَالُوْٓا	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لَهُ	الْمُلْكُ	عَلَيْنَا	وَ
بادشاہ	انہوں نے کہا	کہاں سے	ہوگی	اس کے لیے	بادشاہت	ہم پر	حالانکہ

نَحْنُ	اَحَقُّ	بِالْمُلْكِ	مِنْهُ	وَلَمْ يُؤْتَ	سَعَةً
ہم	زیادہ حقدار ہیں	بادشاہت کے	اس سے	اور اس کو دی ہی نہیں گئی	کوئی وسعت

مِّنَ الْمَالِ ط	قَالَ	اِنَّ اللّٰهَ	اصْطَفٰهُ	عَلَيْكُمْ
مال میں سے	(نبی نے) کہا	بیشک اللہ نے	ترجیح دی اس کو	تم لوگوں پر

وَزَادَهٗ	بَسْطَةً	فِي الْعِلْمِ	وَالْجِسْمِ ط	وَاللّٰهُ
اور اس نے زیادہ کیا اس کو	بلحاظ کشادگی،	علم میں	اور جسم میں	اور اللہ

يُؤْتِيْ	مُلْكَهٗ	مَنْ	يَّشَآءُ ط	وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ
دیتا ہے	اپنا ملک	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	وسعت دینے والا ہے

عَلِيْمٌ
جاننے والا ہے

نوٹ:1

حضرت عیسیٰؑ کی بعثت سے تقریباً گیارہ سو سال پہلے کا یہ واقعہ ہے جس کا تذکرہ آیت نمبر۔ ۲۴۲ سے شروع ہوا ہے۔ اس طرح یہ قصہ آج سے تقریباً سوا تین ہزار سال پہلے کا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اُس وقت بھی لوگوں انسانوں کو ان کے مال و دولت سے ناپتے تھے۔ حالانکہ کسی انسان کی شخصیت اور کردار کی اساس مال و دولت نہیں بلکہ اس کی جسمانی اور ذہنی صحت ہے۔ اس آیت میں ذہنی صحت کو علم کی کشادگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علم کے بغیر دولت مل جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی بندر کے ہاتھ چھچھوندر لگ جائے۔ ہمارا موجودہ معاشرہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آیت نمبر(248)

﴿وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع﴾

ت ب ت

(X) X اِس مادہ سے کسی باب میں کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔

تَابُوْتٌ اسم ذات ہے۔صندوق۔آیت زیر مطالعہ۔ 462

ب	ق	ی

(س) **بَقَاءً** (۱) ہمیشہ رہنا۔(۲) باقی رہنا۔باقی بچنا۔دیر پا ہونا۔﴿ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ﴾ (55/الرحمٰن:27) ’’اور ہمیشہ رہے گا تیرے رب کا چہرہ یعنی اس کی ذات۔‘‘﴿ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا ﴾ (2/البقرہ:278)’’اور تم لوگ چھوڑ دو اس کو جو باقی بچا سود میں سے۔‘‘

بَاقٍ اسم الفاعل ہے۔باقی رہنے والا۔﴿ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ ﴾ (16/النحل:96) ’’جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔‘‘

اَبْقٰى افعل التفضیل ہے۔زیادہ باقی رہنے والا۔زیادہ دیر پا۔﴿ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:127)’’اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ شدید ہے اور زیادہ دیر پا ہے۔‘‘

بَقِيَّةٌ اسم نسبت ہے۔باقی رہنے والی چیز۔ باقی ماندہ۔آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) **اِبْقَاءً** باقی رہنے دینا۔ باقی چھوڑنا۔﴿ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ۙ﴿٥٠﴾ وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ۙ﴿٥١﴾ ﴾ (53/النجم:50۔51)’’اور یہ کہ اس نے ہلاک کیا پہلی قومِ عاد کو اور ثمود کو تو باقی نہیں چھوڑا۔‘‘

ح	م	ل

(ض) **حَمْلًا** (۱) کسی چیز کو اپنے اوپر لادنا یعنی بوجھ اُٹھانا۔﴿ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا ﴾ (12/یوسف:36)’’بیشک میں خواب دیکھتا ہوں کہ مَیں اُٹھاتا ہوں اپنے سر کے اُوپر کچھ روٹی۔‘‘

(۲) کسی چیز کو دوسرے پر لادنا یعنی بوجھ ڈالنا۔﴿ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ ﴾ (2/البقرہ:286) ’’اے ہمارے رب!اور تو بوجھ نہ ڈال ہم پر۔‘‘

(۳) کسی کو کسی چیز پر لادنا یعنی سوار کرنا یا سواری دینا۔﴿ وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ ﴾(9/التوبہ:92)’’اور نہ ہی ان لوگوں پر (گناہ) ہے کہ جب وہ آئے آپؐ کے پاس تا کہ آپؐ ان کو سواری دیں تو آپؐ نے کہا کہ مَیں نہیں پاتا اس کو، مَیں سوار کروں تم کو جس پر۔‘‘

اِحْمِلْ فعل امر ہے۔تو بوجھ اُٹھا۔تو بوجھ ڈال۔﴿ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾ (11/ھود:40)’’ہم نے کہا آپؐ سوار کریں اس میں ہر چیز،دو جوڑے۔‘‘

حَامِلٌ اسم الفاعل ہے۔ بوجھ اُٹھانے والا۔﴿ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ ﴾ (29/العنکبوت:12) ’’حالانکہ وہ لوگ اُٹھانے والے نہیں ہیں ان کی خطاؤں میں سے کچھ بھی۔‘‘

حَمَّالٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بار بار بوجھ اُٹھانے والا۔ بوجھ ڈھونے والا۔﴿ وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ﴿٤﴾ ﴾ (111/اللھب:4)’’اور اُس کی عورت،ایندھن ڈھونے والی۔‘‘

حَمُوْلٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ بوجھ اٹھانے والا۔﴿ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ ﴾(6/الانعام:142)’’اور مویشیوں میں کوئی بکثرت بوجھ اُٹھانے والا اور کوئی بچھا ہوا۔‘‘

حَمْلٌ ج اَحْمَالٌ۔ اسم ذات ہے۔کسی مادہ کے پیٹ کا حمل۔﴿ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ ﴾(65/الطلاق:4)’’اور حملوں والیاں،ان کی مدت ہے کہ وہ رکھ دیں اپنا حمل یعنی بچہ پیدا ہو جائے۔‘‘

حِمۡلٌ: اسم ذات ہے۔ بوجھ۔ ﴿ وَلِمَنۡ جَآءَ بِهٖ حِمۡلُ بَعِيۡرٍ ﴾ (12/ یوسف:72) ''اور جو لائے گا اس کو، اس کے لیے ایک اونٹ کا بوجھ ہے۔''

462

(تفعیل) **تَحۡمِيۡلًا**: (۱) کسی سے بوجھ اُٹھوانا۔ (۲) کسی کے لیے کوئی چیز لازم کرنا۔ ﴿ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ ﴾ (2/ البقرہ:286) ''اے ہمارے رب اور تو ہم سے وہ بوجھ نہ اُٹھوا، طاقت نہیں ہے ہم میں جس کی۔'' ﴿ فَاِنَّمَا عَلَيۡهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيۡكُمۡ مَّا حُمِّلۡتُمۡ ؕ ﴾ (24/ النور:54) ''پس کچھ نہیں سوائے اس کے کہ اس پر ہے وہ جو لازم کیا گیا (اس پر) اور تم لوگوں پر ہے وہ جو تم پر لازم کیا گیا۔''

(افتعال) **اِحۡتِمَالًا**: اہتمال سے لادنا۔ ﴿ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَيۡرِ مَا اكۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴾ (33/ الاحزاب:58) ''اور جو لوگ اذیت دیتے ہیں مومنوں کو اور مومنات کو بغیر اس کے جو انہوں نے کمایا، تو انہوں نے اپنے اوپر لادا ہے ایک بہتان اور ایک کھلا گناہ۔''

ترکیب

اٰيَةَ مُلۡكِهٖ کی ضمیر طالوت کے لیے ہے اور یہ مرکب اضافی اِنَّ کا اسم ہے۔ اس لیے اس کا مضاف اٰيَةَ منصوب ہے۔ اور جملہ فعلیہ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ التَّابُوۡتُ، اِنَّ کی خبر ہے۔ سَكِيۡنَةٌ اور بَقِيَّةٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہیں اور ان دونوں کی خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے۔ تَحۡمِلُهُ کی ضمیر مفعولی التَّابُوۡتُ کے لیے ہے، جبکہ الۡمَلٰٓئِكَةُ اس کا فاعل ہے اور یہ پورا جملہ حال ہے۔ لَاٰيَةً مبتداء مؤخر نکرہ ہے اور اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کی بھی خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	لَهُمۡ	نَبِيُّهُمۡ	اِنَّ	اٰيَةَ مُلۡكِهٖ	اَنۡ	يَّاۡتِيَكُمُ
اور کہا	ان سے	ان کے نبی نے	بیشک	اس کی بادشاہت کی نشانی ہے	کہ	آئے گا تمہارے پاس

التَّابُوۡتُ	فِيۡهِ	سَكِيۡنَةٌ	مِّنۡ رَّبِّكُمۡ	وَبَقِيَّةٌ	مِّمَّا
تابوت	اس میں	اطمینان ہے	تمہارے رب (کی جانب) سے	اور باقی ماندہ ہے	اس میں سے جو

تَرَكَ	اٰلُ مُوۡسٰى	وَاٰلُ هٰرُوۡنَ	تَحۡمِلُهُ
چھوڑا	موسیٰؑ کے پیروکاروں نے	اور ہارونؑ کے پیروکاروں نے	اُٹھائے ہوئے ہوں گے اس کو

الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ	اِنَّ	فِيۡ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لَّكُمۡ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ
فرشتے	بیشک	اس میں	ایک نشانی ہے	تم لوگوں کے لیے	اگر	تم لوگ

مُّؤۡمِنِيۡنَ
ایمان لانے والے ہو

نوٹ۔1

سَكِيۡنَةٌ کا لفظ قران مجید میں چھ مقامات پر آیا ہے۔ وہ مقامات یہ ہیں۔ آیت زیرِ مطالعہ۔ 9/ التوبہ:26۔ 40 اور 48/ الفتح:4، 18 اور 26 ان مقامات کے مطالعہ سے مجموعی تاثر یہ ملتا ہے کہ یہ ایک خاص قلبی کیفیت ہے اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے۔ کیونکہ ہر مقام پر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔

آیت نمبر (249)

462

﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ
لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ
كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٢٤٩﴾﴾

ج ن د

(x)	x	ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔
	جُنْدٌ	ج جُنُوْدٌ۔ اسم جمع ہے۔ فوج۔ لشکر۔ ﴿اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (44/ الدخان:24) ''بیشک وہ لوگ غرق کیا جانے والا ایک لشکر ہیں۔'' جمع کے لیے آیت زیرِ مطالعہ دیکھیں۔

غ ر ف

(ض)	غَرْفًا	کسی چیز میں کوئی رقیق مادہ اُٹھانا یا بلند کرنا۔ جیسے چمچے وغیرہ میں شوربہ لینا یا چلو میں پانی اُٹھانا۔ یعنی لینا۔ بھرنا۔
	غُرَفٌ اور غُرُوْفٌ	بلند مقام۔ بلند رُتبہ۔ ﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ﴾ (39/ الزمر:20) ''لیکن جن لوگوں نے تقویٰ کیا اپنے رب کا، ان کے لیے ایک بلند مقام ہے۔'' ﴿وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾﴾ (34/ سبا:37) ''اور وہ لوگ بلند مقامات میں امن میں ہونے والے ہیں۔''
	غُرْفَةٌ	(۱) کسی عمارت میں اوپر کا کمرہ۔ بالاخانہ ﴿اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ﴾ (25/ الفرقان:75) ''ان لوگوں کو جزاء میں دیا جائے گا بالاخانہ۔'' (۲) چلو۔ چلو بھر پانی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(افتعال)	اِغْتِرَافًا	اہتمام سے لینا۔ بھرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ج و ز

(ن)	جَوْزًا	کسی چیز کے وسط میں ہونا۔
(مفاعلہ)	مُجَاوَزَةً	وسط سے آگے بڑھنا۔ گزرنا۔ دریا کے وسط سے گزرنا یعنی دریا پار کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(تفاعل)	تَجَاوُزًا	کسی چیز سے آگے بڑھنا۔ نظر انداز کرنا۔ ﴿وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ﴾ (46/ الاحقاف:16) ''اور ہم نظر انداز کریں گے ان کی برائیوں کو۔''

غ ل ب

(ض)	غَلْبًا	کسی پر بالادستی حاصل کرنا۔ غالب آنا۔ ﴿رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا﴾ (23/ المؤمنون:106) ''اے ہمارے رب! غلبہ پایا ہم پر ہماری بدبختی نے۔''
	غُلِبَ	ماضی مجہول ہے۔ مغلوب ہونا۔ ﴿غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾﴾ (30/ الروم:2) ''مغلوب ہوئے رومی۔''
	غَلَبٌ	اسم ذات ہے۔ مغلوبی۔ ﴿وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾﴾ (30/ الروم:3) ''اور وہ لوگ اپنی مغلوبی کے بعد غالب آئیں گے۔''

غَالِبٌ — اسم الفاعل ہے۔ غالب آنے والا۔ غلبہ پانے والا۔ ﴿ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ ۚ ﴾ (5/المآئدہ:23)''پس جب تم لوگ داخل ہو گے اس میں تو یقیناً تم لوگ غلبہ پانے والے ہو۔''

مَغۡلُوۡبٌ — اسم المفعول ہے۔ جس پر غلبہ پایا گیا۔ ﴿ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ﴾ (54/القمر:10) ''تو انہوںؑ نے پکارا اپنے رب کو کہ میں مغلوب ہوں پس تو بدلہ لے۔''

(س) غَلَبًا — موٹی گردن والا ہونا۔

اَغۡلَبُ — ج غُلۡبٌ۔ افعل الوان و عیوب ہے۔ گنجان آبادی۔ موٹے تنے والا درخت۔ ﴿ وَّ حَدَآئِقَ غُلۡبًا ﴾ (80/عبس:30)''اور باغات موٹے تنے والے درختوں کے۔''

ف ء ی

(ف) فَأۡيًا — کسی چیز کو پھاڑ دینا۔

فِئَةٌ — پھٹا ہوا ٹکڑا۔ جماعت۔ گروہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

مُبۡتَلِیۡكُمۡ، اِنَّ کی خبر ہے۔ مَنۡ شرطیہ ہے۔ شَرِبَ مِنۡهُ شرط ہے اور فَلَیۡسَ مِنِّیۡ جواب شرط ہے۔ لَیۡسَ کا اسم اس کی هُوَ کی ضمیر ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنِّیۡ قائم مقام خبر ہے۔ اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ کا استثناء لَمۡ یَطۡعَمۡهُ سے ہے۔ لَا طَاقَةَ

لَنَا کے بعد لِلۡقِتَالِ محذوف ہے۔ مُلٰقُوۡا دراصل اسم الفاعل مُلٰقُوۡنَ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہے اور اس کے آگے الف کا اضافہ قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ كَمۡ خبریہ ہے اس لیے فِئَةٌ کا ترجمہ جمع میں ہو گا۔

ترجمہ

فَلَمَّا	فَصَلَ	طَالُوۡتُ	بِالۡجُنُوۡدِ	قَالَ	اِنَّ اللّٰهَ
پھر جب	دور ہوا (یعنی روانہ ہوا)	طالوت	لشکروں کے ساتھ	تو اس نے کہا	بیشک اللہ

مُبۡتَلِیۡكُمۡ	بِنَهَرٍ	فَمَنۡ	شَرِبَ	مِنۡهُ	فَلَیۡسَ	مِنِّیۡ
تم لوگوں کو آزمانے والا ہے	ایک نہر سے	پس جس نے	پیا	اس سے	تو وہ نہیں ہے	مجھ سے

وَمَنۡ	لَّمۡ یَطۡعَمۡهُ	فَاِنَّهٗ	مِنِّیۡۤ	اِلَّا	مَنِ
اور جس نے	چکھا ہی نہیں اس کو	تو بیشک وہ ہے	مجھ سے	مگر یہ کہ	جس نے

اغۡتَرَفَ	غُرۡفَةً	بِیَدِهٖ	فَشَرِبُوۡا	مِنۡهُ
احتیاط سے بھرا	(صرف) ایک چلّو	اپنے ہاتھ سے	پھر ان لوگوں نے پیا	اس سے

اِلَّا	قَلِیۡلًا	مِّنۡهُمۡ	فَلَمَّا	جَاوَزَهٗ	هُوَ
مگر	تھوڑوں نے	ان میں سے	پھر جب	اس نے پار کیا اس کو،	اس نے

وَالَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	مَعَهٗ	قَالُوۡا	لَا طَاقَةَ
اور ان لوگوں نے جو	ایمان لائے	اس کے ساتھ،	تو ان لوگوں نے کہا	کوئی طاقت نہیں ہے

لَنَا	الۡیَوۡمَ	بِجَالُوۡتَ	وَجُنُوۡدِهٖ	قَالَ	الَّذِیۡنَ
ہم میں (قتال کے لیے)	آج	جالوت سے	اور اس کے لشکروں سے	کہا	ان لوگوں نے جو

یَظُنُّوْنَ	اَنَّھُمْ	مُّلٰقُوا اللّٰهِ	کَمْ مِّنْ	فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ
خیال کرتے تھے	کہ وہ لوگ	اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں	(کہ) کتنی ہی	چھوٹی جماعتیں

غَلَبَتْ	فِئَةً کَثِیْرَةً	بِاِذْنِ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	مَعَ الصّٰبِرِیْنَ
غالب ہوئیں	بڑی جماعتوں پر	اللہ کی اجازت سے	اور اللہ	ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے

نوٹ۔1

نہر سے پانی پینے پر پابندی لگا کر اسی آزمائش بنانے کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے وہ اس طرح کچے اور پکے ایمان والوں کی چھانٹی مقصود تھی۔ کیونکہ حضرت طالوت کی فوج میں ہر طرح کے ایمان والے لوگ شامل تھے۔

یہ ایک قاعدہ کلیّہ ہے کہ کچے ایمان والوں کے لیے آزمائش اور سختی میں ثابت قدم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ خاص طور سے میدانِ جنگ میں ایسے لوگ جلدی ہمت ہار دیتے ہیں اور راہِ فرار اختیار کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے فوج کا نظم بگڑ جاتا ہے اور ثابت قدم رہنے والوں کے لیے بھی جنگ جاری رکھنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے کچے ایمان والوں کو پکے ایمان والوں سے الگ کر دیا گیا تا کہ میدانِ جنگ میں صرف وہ لوگ اُتریں جو صبر و استقامت کے ساتھ جنگ کریں۔

آج کے دور میں اس آیت میں ہمارے لیے راہنمائی یہ ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں اور خاص طور سے میدانِ جنگ میں کامیابی کا انحصار افراد کی تعداد سے زیادہ ان کے LEVEL OF COMMITMENT پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اسی چیز کی قدر ہے۔ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کا یہی مطلب ہے۔

آیت نمبر (250)

﴿وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۲۵۰﴾﴾

ب ر ز

(ن) بُرُوْزًا: صاف اور کھلی فضا میں نمودار ہونا۔ (۱) کہیں سے نکلنا۔ (۲) کسی کے سامنے آنا۔ ظاہر ہونا۔ ﴿فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ﴾ (4/ النساء: 81) ’’پھر جب وہ لوگ نکلتے ہیں آپؐ کے پاس سے۔‘‘

بَارِزٌ: اسم الفاعل ہے۔ نکلنے والا۔ ظاہر ہونے والا۔ ﴿یَوْمَ ھُمْ بٰرِزُوْنَ﴾ (40/ المومن: 16) ’’جس دن وہ لوگ ظاہر ہونے والے ہیں۔‘‘

بَارِزَةٌ: صاف اور کھلی ہونے والی۔ ﴿وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَةً﴾ (18/ الکہف: 47) ’’اور تو دیکھے گا زمین کو صاف اور کھلی ہونے والی حالت میں۔‘‘

(تفعیل) تَبْرِیْزًا: نکالنا۔ سامنے لانا۔ ظاہر کرنا۔ ﴿وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾﴾ (26/ الشعراء: 91) ’’اور سامنے لائی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے۔‘‘

ف ر غ

(ن) فَرَاغًا کسی کام کو ختم کر کے خالی ہونا۔ فارغ ہونا۔ ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ (94/الم نشراح:7) ’’پھر جب آپؐ فارغ ہوں تو آپ محنت کریں۔‘‘

462

(ک) فَرَاغَۃً بے چین ہونا۔ گھبرانا۔

فَارِغٌ اسم الفاعل ہے۔ فارغ ہونے والا۔ بے چین ہونے والا۔ ﴿وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا﴾ (28/القصص:10) ’’اور ہو گیا موسیٰؑ کی والدہ کا دِل بے چین ہونے والا۔‘‘

(افعال) اِفْرَاغًا کسی برتن کا پانی گرا کر برتن کو خالی کرنا۔ اُنڈیلنا۔ ﴿اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْہِ قِطْرًا﴾ (18/الکھف:96) ’’تم لوگ لاؤ میرے پاس تو میں اُنڈیلوں اس پر تانبا۔‘‘

اَفْرِغْ فعل امر ہے۔ تو اُنڈیل۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ث ب ت

(ن) ثُبُوْتًا ایک حالت پر جمے رہنا۔ قائم رہنا۔

اُثْبُتْ فعل امر ہے۔ تو جما رہ۔ قائم رہ۔ ﴿اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا﴾ (8/الانفال:45) ’’جب بھی تم لوگ سامنے آؤ (مقابلہ کے لیے) کسی جماعت کے تو تم لوگ جمے رہو۔‘‘

ثَابِتٌ اسم الفاعل ہے۔ جما رہنے والا۔ قائم رہنے والا۔ ﴿اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ﴾ (14/ابراہیم:24) ’’اس کی جڑ جمی رہنے والی ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔‘‘

(افعال) اِثْبَاتًا (ا) قائم رہنے دینا۔ (۲) ملنے نہ دینا یعنی قید کرنا۔ ﴿یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ﴾ (13/الرعد:39) ’’اللہ مٹاتا ہے جو وہ چاہتا ہے اور باقی رہنے دیتا ہے۔‘‘ ﴿وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ﴾ (8/الانفال:30) ’’اور جب سازش کرتے تھے آپؐ کے لیے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ وہ قید کریں آپؐ کو یا قتل کریں آپؐ کو یا نکالیں آپؐ کو۔‘‘

(تفعیل) تَثْبِیْتًا جمے رہنے یا قائم رہنے کی صلاحیت دینا۔ جما دینا۔ قائم کرنا۔ ﴿لِنُثَبِّتَ بِہٖ فُؤَادَکَ﴾ (25/الفرقان:32) ’’تا کہ ہم جما دیں اس سے آپؐ کے دِل کو۔‘‘

ثَبِّتْ فعل امر ہے۔ تو جما دے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

لَمَّا شرطیہ ہے۔ بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِہٖ شرط ہے اور قَالُوْا سے آخیر تک جواب شرط ہے۔ بَرَزُوْا اور قَالُوْا دونوں کے فاعل ان کی ھُمْ کی ضمیریں ہیں جو گزشتہ آیت میں مذکور اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ کے لیے ہیں۔

ترجمہ

وَلَمَّا	بَرَزُوْا	لِجَالُوْتَ	وَجُنُوْدِہٖ	قَالُوْا
اور جب	وہ لوگ سامنے آئے	جالوت کے	اور اس کے لشکروں کے	تو ان لوگوں نے کہا

رَبَّنَآ	اَفْرِغْ	عَلَیْنَا	صَبْرًا	وَّثَبِّتْ	اَقْدَامَنَا
اے ہمارے رب!	تو اُنڈیل دے	ہم پر	ثابت قدمی کو	اور تو جما دے	ہمارے قدموں کو

وَانْصُرْنَا	عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ 462
اور تو ہماری مدد کر	کافر قوم (کے مقابلہ) پر

آیت نمبر (251)

﴿ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَاۗءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۵۱ ﴾

ھ ز م

(ض) هَزْمًا: کسی خشک چیز کو دبا کر توڑ دینا۔ شکستہ کرنا۔ شکست دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

مَهْزُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ شکست دیا ہوا۔ ﴿ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ ﴾ (38/ ص: 11) ”ایک لشکر ہے جو وہاں شکست دیا جانے والا ہے۔“

د ف ع

(ف) دَفْعًا: (۱) کسی چیز کو ہٹانا۔ دور کرنا۔ (۲) کسی کو کسی چیز سے ہٹانا۔ بچانا۔ دفاع کرنا۔ (۳) کسی چیز کو کسی کی طرف ہٹانا یعنی دینا۔ حوالے کرنا۔ ﴿ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ ﴾ (4/ النساء: 6) ”جب تم لوگ ہٹاؤ ان کی طرف یعنی حوالے کرو ان کے، ان کے اموال تو گواہ بناؤ ان پر۔“

اِدْفَعْ: فعل امر ہے۔ مذکورہ تینوں معانی میں آتا ہے۔ (۱) ﴿ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ﴾ (41/ حٰم السجدہ: 34) ”اور برابر نہیں ہوتیں بھلائیاں اور نہ ہی برائیاں۔ تو دور کر (برائیوں کو) اس سے جو سب سے اچھی ہے۔“

(۲) ﴿ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ ﴾ (3/ آل عمران: 167) ”اور کہا گیا ان سے کہ تم لوگ آؤ قتال کرو اللہ کی راہ میں یا دفاع کرو۔“

(۳) ﴿ فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ ﴾ (4/ النساء: 6) ”تو تم لوگ حوالے کرو ان کے، ان کے اموال۔“

دَافِعٌ: اسم الفاعل ہے۔ ہٹانے والا۔ بچانے والا۔ ﴿ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ۙ ﴾ (52/ الطور: 7۔8) ”یقیناً تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے اس سے کوئی بچانے والا نہیں ہے۔“

(مفاعلہ) مُدَافَعَةً اور دِفَاعًا: دفاع کرنا۔ بچانا۔ ہٹانا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ ﴾ (22/ الحج: 38) ”بے شک اللہ ہٹاتا ہے ان سے جو لوگ ایمان لائے۔“

ترکیب

فَهَزَمُوْا کا فاعل اس کی هُمْ کی ضمیر ہے جو آیت نمبر 249 میں مذکور اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ کے لیے ہے۔ اس کے آگے هُمْ ضمیر مفعولی ہے جو گزشتہ آیت میں لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ کے لیے ہے۔ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ میں اٰتٰى کا فاعل اَللّٰهُ ہے، اس میں هُ کی ضمیر دَاوٗدُ کے لیے ہے اور یہ اس کا مفعول اوّل ہے، جبکہ اَلْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ مفعول ثانی ہیں۔ لَوْلَا شرطیہ ہے۔ دَفْعُ اللّٰهِ سے

بِبَعۡضٍ تک شرط ہی اور لَفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ جواب شرط ہے۔ دَفۡعُ مصدر نے فعل کا کام کیا ہے اور اَلنَّاسَ اس کا مفعول ہے، جبکہ اَلنَّاسَ کا بدل ہونے کی وجہ سے بَعۡضَهُمۡ منصوب ہوا ہے۔ اَلۡعٰلَمِیۡنَ پر لام جنس ہے۔

462

ترجمہ

فَهَزَمُوۡهُمۡ	بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۙ قف	وَقَتَلَ	دَاوٗدُ
تو ان لوگوں نے شکست دی ان لوگوں کو	اللہ کے اِذن سے	اور قتل کیا	داؤدؑ نے

جَالُوۡتَ	وَاٰتٰهُ	اللّٰهُ	الۡمُلۡكَ	وَالۡحِكۡمَةَ	وَعَلَّمَهٗ
جالوت کو	اور دیا اس کو	اللہ نے	مُلک	اور دانائی	اور اس نے سکھایا اس کو

مِمَّا	يَشَآءُ ط	وَلَوۡلَا	دَفۡعُ اللّٰهِ	النَّاسَ
اس میں سے جس میں سے	اس نے چاہا	اور اگر نہ ہوتا	اللہ کا دفع کرنا	لوگوں کو،

بَعۡضَهُمۡ	بِبَعۡضٍ ۙ	لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ	وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
ان کے بعض کو	بعض سے	تو بگڑ جاتی زمین (نظم کے توازن میں)	اور لیکن اللہ

ذُوۡ فَضۡلٍ	عَلَى الۡعٰلَمِیۡنَ
فضل (کرنے) والا ہے	تمام جہانوں پر

آیت نمبر(252)

﴿ تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝٢٥٢ ﴾

ترکیب

تِلۡكَ مبتداء ہے اور مرکب اضافی اٰيٰتُ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔ نَتۡلُوۡهَا میں هَا کی ضمیر مفعولی آیات کے لیے ہے۔

ترجمہ

تِلۡكَ	اٰيٰتُ اللّٰهِ	نَتۡلُوۡهَا	عَلَيۡكَ	بِالۡحَقِّ ط	وَاِنَّكَ
یہ	اللہ کی آیات ہیں	ہم پڑھ کر سناتے ہیں انہیں	آپؐ کو	حق سے	اور بیشک آپؐ

لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ
بھیجے ہوؤں میں سے ہیں

آیت نمبر(253)

﴿ تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ۘ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيۡنَا
عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مِّنۡۢ
بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخۡتَلَفُوۡا فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اٰمَنَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ كَفَرَ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا
اقۡتَتَلُوۡا قف وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيۡدُ ۝٢٥٣ ع ﴾

ترکیب

تِلْكَ الرُّسُلُ مرکب اشاری ہے اور مبتداء ہے۔ آگے پورا جملہ فَضَّلْنَا سے بَعْضٍ تک اس کی خبر ہے۔ کَلَّمَ کا فاعل اَللّٰهُ ہے اور مِنْهُمْ مَّنْ اس کا مفعول ہے۔ رَفَعَ کی ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے اور بَعْضَهُمْ مفعول ہے جبکہ دَرَجٰتٍ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اس کو تمیز ماننے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمیز عموماً واحد نکرہ آتی ہے۔

اٰتَيْنَا کا مفعول اوّل عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ہے اس لیے ابْنَ منصوب ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر (2/البقرہ:87) نوٹ۔1) جبکہ الْبَيِّنٰتِ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یہ صفت ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے۔ اَيَّدْنٰهُ کی ضمیر مفعولی عیسیٰؑ کے لیے ہے۔ بِرُوْحِ الْقُدُسِ میں الْقُدُسِ پر لام تعریف ہے جو کہ حضرت جبریلؑ کے لیے ہے۔ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ کے بعد كَانُوْا محذوف ہے۔ مِنْ بَعْدِهِمْ میں هِمْ کی ضمیر الرُّسُلُ کے لیے ہے۔

ترجمہ

تِلْكَ الرُّسُلُ	فَضَّلْنَا	بَعْضَهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ ۘ
یہ رسول،	ہم نے فضیلت دی ہے	ان کے بعض کو	بعض پر

مِنْهُمْ مَّنْ	كَلَّمَ	اللّٰهُ	وَرَفَعَ	بَعْضَهُمْ	دَرَجٰتٍ ۭ
ان میں وہ بھی ہیں جن سے	کلام کیا	اللہ نے	اور اس نے بلند کیا	ان کے بعض کو	درجات ہوتے ہوئے

وَاٰتَيْنَا	عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	الْبَيِّنٰتِ	وَاَيَّدْنٰهُ
اور ہم نے دیا	عیسیٰؑ ابن مریم کو	واضح (معجزے)	اور ہم نے تقویت دی انؑ کو

بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ	وَلَوْ	شَاۗءَ	اللّٰهُ	مَا اقْتَتَلَ	الَّذِيْنَ
پاک روح سے	اور اگر	چاہتا	اللہ	تو آپس میں نہ لڑتے	وہ لوگ (جو تھے)

مِنْۢ بَعْدِهِمْ	مِّنْۢ بَعْدِ مَا	جَاۗءَتْهُمُ	الْبَيِّنٰتُ
ان (رسولوں) کے بعد	اس کے بعد کہ جو	آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)

وَلٰكِنِ	اخْتَلَفُوْا	فَمِنْهُمْ مَّنْ	اٰمَنَ
اور لیکن	ان لوگوں نے اختلاف کیا	تو ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لائے

وَمِنْهُمْ مَّنْ	كَفَرَ ۭ	وَلَوْ	شَاۗءَ	اللّٰهُ
اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے	کفر کیا	اور اگر	چاہتا	اللہ

مَا اقْتَتَلُوْا ۣ	وَلٰكِنَّ اللّٰهَ	يَفْعَلُ	مَا	يُرِيْدُ
تو وہ لوگ آپس میں نہ لڑتے	اور لیکن اللہ	کرتا ہے	وہ جو	وہ چاہتا ہے

نوٹ۔1

آسان عربی گرامر میں آپ نے پڑھا تھا کہ عموماً غیر عاقل کی جمع مکسر کی صفت، خبر، اسم اشارہ اور ضمیر واحد مؤنث آتی ہے۔ اسی کتاب میں آپ کو تاکید کی گئی تھی کہ جب بھی کوئی قاعدہ پڑھیں تو ذہن میں اس کے استثناء کے لیے ایک کھڑکی ہمیشہ کھلی رکھیں۔ اب نوٹ کریں کہ گزشتہ آیت میں لفظ ''اٰيٰتٌ'' غیر عاقل کی جمع ہے لیکن مکسر نہیں بلکہ سالم ہے۔ پھر بھی اس کے لیے اسم اشارہ تِلْكَ اور

ضمیر ھَا واحد مؤنث آئی ہے۔ اسی طرح آیت زیرِ مطالعہ میں لفظ ''الرُّسُلُ'' جمع مکسر ہے لیکن غیر عاقل کی نہیں بلکہ عاقل کی جمع ہے۔ پھر بھی اس کے لیے اسم اشارہ تِلْكَ واحد مؤنث آیا ہے۔ اس حوالہ سے یہ اصول اب ذہن نشین کرلیں 462 کہ استثناء سے کوئی قاعدہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ ثابت ہوتا ہے۔ انگریزی کی معروف کہاوت کا بھی یہی مطلب ہے۔ EXCEPTION PROVES THE RULE (استثناء قاعدے کو ثابت کرتا ہے)۔

آیت نمبر (254)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٥٤﴾

ب ی ع

(ض) بَيْعًا: فروخت کرنا۔ سودا کرنا۔

بَيْعٌ: اسم ذات بھی ہے۔ سودا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

بِيَعٌ: اسم ذات ہے۔ عبادت خانہ۔ معبد۔ ﴿ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ ﴾ (22/الحج: 40) ''تو منہدم کیے جاتے گرجے اور عبادت خانے اور نمازیں اور مسجدیں۔''

(مفاعلہ) مُبَايَعَةً: (۱) کسی سودے کا معاہدہ کرنا۔ (۲) بیعت کرنا۔ ﴿ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ ﴾ (9/التوبۃ: 111) ''پس تم لوگ خوشی مناؤ اپنے اس سودے پر تم نے معاہدہ کیا جس کا۔'' ﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ﴾ (48/الفتح: 18) ''بیشک اللہ راضی ہوا ہے مومنوں سے جب وہ لوگ آپؐ کی بیعت کرتے تھے اس درخت کے نیچے۔''

(تفاعل) تَبَايُعًا: باہم خرید و فروخت کرنا۔ ﴿ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ ﴾ (2/البقرہ: 282) ''اور تم لوگ گواہ بناؤ جب باہم خرید و فروخت کرو۔''

خ ل ل

(ن) خَلًّا: کسی چیز میں سوراخ کرنا۔

خَلٌّ: ج خِلَالٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ سوراخ۔ کسی چیز کے دو کناروں کا درمیانی فاصلہ۔ دراڑ۔ ﴿ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا ﴾ (27/النمل: 61) ''یا وہ جس نے بنایا زمین کو ٹھہرا ہوا اور بنایا اس کی دراڑوں کو نہریں۔''

خُلَّةٌ: ج خِلَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ ایک طرح کی میٹھی گھاس (یعنی مٹھاس سوراخ کر کے گھاس کے اندر چلی جاتی ہے)۔'' پھر استعارۃً دوستی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ اور ﴿ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (14/ابراہیم: 31) ''کہ آئے وہ دن کوئی سودا نہیں ہے جس میں اور نہ ہی یارانے۔''

خَلِيْلٌ — ج اَخِلَّاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔قریبی دوست۔خاص دوست۔﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ (4/النساء:125)’’اور بنایا اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست۔‘‘﴿اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ﴾ (43/الزخرف:67)’’سارے دوست اس دن ایک دوسرے کے دُشمن ہوں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔‘‘

462

ترکیب

فعل امر اَنْفِقُوْا کا فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے اور مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اس کا مفعول ہے۔ يَاْتِيَ کا فاعل يَوْمٌ ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ بَيْعٌ۔ خُلَّةٌ اور شَفَاعَةٌ مبتداء نکرہ ہیں کیونکہ قاعدہ بیان ہو رہا ہے اور ان کی خبریں محذوف ہیں۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَنْفِقُوْا	مِمَّا	رَزَقْنٰكُمْ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ خرچ کرو	اس میں سے جو	ہم نے دیا تم کو

مِّنْ قَبْلِ	اَنْ	يَّاْتِيَ	يَوْمٌ	لَّا بَيْعٌ	فِيْهِ	وَلَا خُلَّةٌ
اس سے پہلے	کہ	آئے	وہ دن	کوئی سودا نہیں ہے	جس میں	اور نہ کوئی دوستی ہے

وَّلَا شَفَاعَةٌ	وَالْكٰفِرُوْنَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ
اور نہ ہی کوئی شفاعت ہے	اور انکار کرنے والے	ہی ظالم ہیں

487

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (255)

﴿ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ
مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ ۚ وَ لَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ
مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوۡدُہٗ حِفۡظُہُمَا ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ
الۡعَظِیۡمُ ﴿۲۵۵﴾ ﴾

و س ن

(س) سِنَۃً — اُونگھ آنا۔

سِنَۃٌ — اسم ذات بھی ہے۔ اُونگھ۔ غفلت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن و م

(ف) نَوۡمًا — نیند کرنا۔ سونا۔

نَوۡمٌ — اسم ذات بھی ہے۔ نیند۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

نَآئِمٌ — اسم الفاعل ہے۔ نیند کرنے والا۔ سونے والا۔ ﴿فَطَافَ عَلَیۡہَا طَآئِفٌ مِّنۡ رَّبِّکَ وَ ہُمۡ نَآئِمُوۡنَ ﴿۱۹﴾﴾ (68/القلم:19) ''تو چکر لگایا ایک آفت نے آپؐ کے رب کی طرف سے اس حال میں کہ وہ لوگ نیند کرنے والے تھے۔''

مَنَامٌ — مَفۡعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ نیند کرنے یا سونے کی جگہ یا وقت۔ ﴿اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ﴾ (37/الصافات:102) ''بیشک مَیں دیکھتا ہوں سونے کے وقت میں کہ مَیں تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔''

ک ر س

(X) X — ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

(افعال) اِکۡرَاسًا — کسی چیز کو تہہ در تہہ جمانا۔ عمارت کی بنیاد کو ٹھونک کر پختہ کرنا۔

کُرۡسِیٌّ — بیٹھنے یا جمنے کی جگہ۔ کُرسی۔ تختِ حکومت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ء و د

(ن) اَوۡدًا — تھکانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ل و

(ن) عُلُوًّا — (۱) بلند ہونا۔ (۲) کسی چیز پر چڑھنا۔ چڑھائی کرنا۔ غالب ہونا۔ (۳) سرکشی کرنا۔ بغاوت کرنا۔ ﴿اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَیَّ وَ اۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾﴾ (27/النمل:31) ''کہ تم لوگ بلندمت ہو مُجھ سے اور تم لوگ آؤ میرے پاس فرمانبردار ہوتے ہوئے۔'' ﴿وَ لَعَلَا بَعۡضُہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ﴾ (23/المؤمنون:91) ''اور ضرور چڑھائی کرتے ان کے بعض، بعض پر۔'' ﴿اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ﴾ (28/القصص:4) ''بیشک فرعون نے سرکشی کی زمین میں۔''

عُلُوٌّ — اسم ذات بھی ہے۔ بلندی۔ بڑائی۔ ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا﴾ (28/ القصص:83) ’’یہ آخری گھر، ہم نے بنایا اس کو ان لوگوں کے لیے جو نہیں چاہتے بڑائی زمین میں اور نہ فساد۔‘‘

اَعْلٰى — مؤنث عُلْيَا۔ اَفْعَلُ اور فُعْلٰى کے وزن پر اسم التفضیل ہے۔ زیادہ بلند۔ سب سے بلند۔ غالب۔ جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو مطلب ہوتا ہے انتہائی بلند۔ مطلق بلند۔ ﴿لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝﴾ (20/ طٰہٰ:68) ’’تو مت ڈر بیشک تو غالب ہے۔‘‘ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝﴾ (87/ الاعلیٰ:1) ’’تو تسبیح کر اپنے بلند رب کے نام کی۔‘‘ ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾ (9/ البقرہ:40) ’’اور اللہ کا فرمان ہی بلند ہے۔‘‘

عَالٍ — اسم الفاعل ہے۔ صفت کے طور پر بھی آتا ہے۔ بلند ہونے والا یعنی بلند۔ ﴿فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝﴾ (69/ الحاقۃ:22) ’’ایک بلند باغ میں۔‘‘ ﴿عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ﴾ (76/ الدھر:21) ’’چڑھنے والا ہے ان پر ایک باریک ریشم کا کپڑا۔‘‘ ﴿وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ﴾ (10/ یونس:83) ’’اور بیشک فرعون سرکشی کرنے والا ہے زمین میں۔‘‘

عَلِيٌّ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں بلند۔ بالاتر۔ آیت زیر مطالعہ۔

عِلِّيٌّ — اسم ذات ہے۔ بلندی۔ ﴿اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝﴾ (83/ المطففین:18) ’’یقیناً نیکی کرنے والوں کی کتاب بلندیوں میں ہے۔‘‘

(تفاعل) تَعَالٍ — دوسروں سے بلند ہونا۔ ﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝﴾ (7/ الاعراف:190) ’’تو بلند ہوا اللہ اس سے جو یہ لوگ شرک کرتے ہیں۔‘‘

تَعَالَ — ج تَعَالَوْا۔ فعل امر ہے۔ تو بلند ہو۔ تو اُٹھ۔ پھر زیادہ تر ’’تو آ‘‘ کے معنی میں آتا ہے۔ ﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (3/ آل عمران:64) ’’تم لوگ آؤ ایک ایسے کلمے کی طرف جو برابر ہے ہمارے اور تمہارے مابین۔‘‘

مُتَعَالٍ — اسم الفاعل ہے۔ صفت کے طور پر بھی آتا ہے۔ دوسروں سے بلند ہونے والا۔ یعنی دوسروں سے بلند۔ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝﴾ (13/ الرعد:9) ’’حاضر اور غیب کا جاننے والا جو ہمیشہ بڑا ہے، سب سے بلند ہے۔‘‘

(استفعال) اِسْتِعْلَاءً — بلندی یا غلبے کی کوشش کرنا یعنی بلند ہونا۔ غالب ہونا۔ ﴿وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝﴾ (20/ طٰہٰ:64) ’’اور اس نے مُراد پالی ہے آج جو غالب ہوا۔‘‘

ترکیب

اَللّٰهُ مبتداء اور اس کے آگے لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ پورا جملہ اس کی خبر ہے، جبکہ اس جملہ میں لَا اِلٰهَ مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور اِلَّا هُوَ متعلق خبر ہے۔ اَلْحَيُّ اور اَلْقَيُّوْمُ مبتداء اَللّٰهُ کا بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں۔ اور ان پر لام جنس ہے۔ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ پورا جملہ اَللّٰهُ کی صفت ہے۔ اس جملہ میں لَا تَاْخُذُ فعل ہے، ہٗ اس کی ضمیر مفعولی ہے، جبکہ سِنَةٌ اور نَوْمٌ اس کے فاعل ہیں۔ مَا مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور فِي السَّمٰوٰتِ اور فِي الْاَرْضِ قائم مقام خبر ہیں۔ پھر یہ دونوں جملے مبتداء مؤخر ہیں، ان کی خبر ثَابِتٌ محذوف ہے جبکہ لَهٗ قائم مقام خبر مقدم ہے، اور اس پر لام تملیک لگا ہوا ہے۔ يَعْلَمُ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اَللّٰهُ کے لیے ہے، مَا اس کا مفعول ہے جبکہ بَيْنَ اور خَلْفَ ظرف

ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ كُرْسِيُّهٗ مرکب اضافی ہے اور وَسِعَ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، جبکہ اَلسَّمٰوٰتِ اور اَلْاَرْضَ، دونوں اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ يَئُوْدُهٗ کا فاعل حِفْظُهُمَا ہے۔ سَمٰوٰتِ ایک جنس ہے اور ارض دوسری جنس ہے، اس لیے تثنیہ کی ضمیر هُمَا آئی ہے۔

ترجمہ

اَللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ	اَلْحَيُّ
اللہ	کسی قسم کا کوئی اِلٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	وہ ہے	جو (حقیقتاً) زندہ ہے

الْقَيُّوْمُ	لَا تَاْخُذُهٗ	سِنَةٌ	وَّلَا نَوْمٌ
جو (حقیقی) نگران وکفیل ہے	نہیں پکڑتی اس کو	کوئی اُونگھ	اور نہ کوئی نیند

لَهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ
اس کی ہی (ملکیت) ہے	وہ جو ہے	آسمانوں میں	اور وہ جو ہے	زمین میں

مَنْ ذَا الَّذِيْ	يَشْفَعُ	عِنْدَهٗٓ	اِلَّا	بِاِذْنِهٖ
کون ہے وہ جو	شفاعت کرے	اس کے پاس	مگر	اس کی اجازت سے

يَعْلَمُ	مَا	بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ	وَمَا	خَلْفَهُمْ
وہ جانتا ہے	اس کو جو	ان کے آگے ہے	اور اس کو جو	ان کے پیچھے ہے

وَلَا يُحِيْطُوْنَ	بِشَيْءٍ	مِّنْ عِلْمِهٖٓ	اِلَّا
اور وہ احاطہ نہیں کرتے	کسی چیز کا	اس کے علم میں سے	مگر

بِمَا	شَآءَ	وَسِعَ	كُرْسِيُّهُ	السَّمٰوٰتِ
اس کا جو	وہ چاہے	کشادہ ہوا	اس کا تختِ حکومت	آسمانوں میں

وَالْاَرْضَ	وَلَا يَئُوْدُهٗ	حِفْظُهُمَا	وَهُوَ
اور زمین میں	اور نہیں تھکاتا اس کو	ان دونوں کی حفاظت کرنا	اور وہ

الْعَلِيُّ	الْعَظِيْمُ
بالاتر ہے	عظیم ہے

نوٹ۔1

تفسیر ابن کثیر میں متعدد احادیث دی ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ عظمت والی آیت ہے۔ ہر نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت اس کو پڑھ لینے سے انسان شیاطین جن وانس سے محفوظ رہتا ہے۔

آیت نمبر (256)

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾﴾

487

غ و ی

(ض) غَيًّا — صحیح راستے سے بھٹک جانا۔ گمراہ ہونا۔ ﴿وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝۱۲۱﴾ (20/طٰہٰ:121) ''اور کہنا نہ مانا آدمؑ نے اپنے رب کا تو وہ بھٹکے۔''

غَيٌّ — اسم ذات بھی ہے۔ گمراہی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غَاوٍ — فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ گمراہ ہونے والا۔ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝۲۲۴﴾ (26/الشعراء:224) ''اور شاعر لوگ، ان کی پیروی کرتے ہیں گمراہ ہونے والے۔''

غَوِيٌّ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ گمراہ۔ ﴿اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝۱۸﴾ (28/القصص:18) ''بیشک تو کھلا گمراہ ہے۔''

(افعال) اِغْوَاءً — راستے سے بہکا دینا۔ گمراہ کرنا۔ ﴿رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ﴾ (28/القصص:63) ''اے ہمارے رب! یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا۔''

ع ر و

(ن) عَرْوًا — کسی کے سامنے آنا۔ لاحق ہونا۔

عُرْوَةٌ — اسم ذات ہے۔ کسی چیز کو تھامنے یا لینے کا ذریعہ۔ جیسے پانی کے جگ کا دستہ، دروازے کا کنڈا، رسی کی گرہ وغیرہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افتعال) اِعْتِرَاءً — اہتمام سے لاحق ہونا۔ ﴿اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ﴾ (11/ھود:54) ''ہم نہیں کہتے مگر یہ کہ تجھ کو لاحق ہوا ہمارے خداؤں کا کوئی بری طرح۔''

ف ص م

(ض) فَصْمًا — توڑنا۔ کاٹنا۔

(انفعال) اِنْفِصَامًا — ٹوٹنا۔ کٹنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

لَاۤ اِكْرَاهَ مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور فِي الدِّيْنِ قائم مقام خبر ہے۔ تَبَيَّنَ کا فاعل الرُّشْدُ ہے۔ مَنْ شرطیہ ہے۔ يَكْفُرْ سے بِاللّٰهِ تک شرط ہے اور فَقَدِ سے لَهَا تک جواب شرط ہے۔ لَا انْفِصَامَ مبتداء ہے، اس کی خبر محذوف ہے اور لَهَا قائم مقام خبر ہے۔

ترجمہ

لَاۤ اِكْرَاهَ	فِي الدِّيْنِ ۙ	قَدْ تَّبَيَّنَ	الرُّشْدُ	مِنَ الْغَيِّ ۚ
کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہے	دین میں	واضح ہوگئی ہے	ہدایت	گمراہی سے

فَمَنْ يَّكْفُرْ	بِالطَّاغُوْتِ	وَيُؤْمِنْ	بِاللّٰهِ
پس جو انکار کرتا ہے	طاغوت کا	اور ایمان لاتا ہے	اللہ (کی اطاعت) پر

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ	بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ	لَا انْفِصَامَ	لَهَا ؕ
تو وہ چمٹا ہے	انتہائی مضبوط کنڈے سے	کسی طرح ٹوٹنا نہیں ہے	اس کو

وَاللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اسلام میں داخل کرنے کے لیے زبردستی نہیں کی جائے گی۔لیکن جو بھی اسلام میں داخل ہوگا اس پر اسلامی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہوگا اور نہ کرنے پر وہ سزا کا مستحق ہوگا، جبکہ ایک غیر مسلم اُس سزا سے مستثنیٰ ہوگا۔ اسلامی حکومت میں ملکی قوانین کی پابندی مسلم غیر مسلم، دونوں کے لیے یکساں ہوگی اور اس پہلو سے ان کے مابین کوئی امتیاز (DISCRIMINATION) نہیں ہوگا۔

آیت نمبر(257)

﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾﴾

ترکیب

اَللّٰهُ مبتداء ہے۔وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صلہ موصول مل کر خبر اوّل ہے، جبکہ یُخْرِجُهُمْ سے اِلَی النُّوْرِ تک پورا جملہ خبر ثانی ہے۔اَلطَّاغُوْتُ یہاں جمع کے معنی میں آیا ہے اس لیے اَوْلِیَاءُ اور یُخْرِجُوْنَ جمع آئے ہیں۔

ترجمہ

اَللّٰهُ	وَلِیُّ الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	یُخْرِجُهُمْ	مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اللہ	ان لوگوں کا دوست ہے جو	ایمان لائے	وہ نکالتا ہے ان کو	اندھیروں سے

اِلَی النُّوْرِ ؕ	وَالَّذِیْنَ	کَفَرُوْٓا	اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ	الطَّاغُوْتُ ۙ
نور کی طرف	اور جنہوں نے	کفر کیا	ان کے دوست ہیں	طاغوت

یُخْرِجُوْنَهُمْ	مِّنَ النُّوْرِ	اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ	اُولٰٓئِکَ
وہ لوگ نکالتے ہیں ان کو	نور سے	اندھیروں کی طرف	وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمْ	فِیْهَا	خٰلِدُوْنَ
آگ کے ساتھی ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

نوٹ۔1

اِس آیت میں نور اور ظلمات، ہدایت اور گمراہی کے لیے استعارے ہیں۔ ہدایت ایک ہی ہوتی ہے اس لیے نور واحد آیا ہے، جبکہ گمراہی کی متعدد صورتیں ہوتی ہیں اس لیے ظلمات جمع آیا ہے۔

آیت نمبر(258)

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾ۚ﴾

ب ہ ت

(ف) بَهْتًا حیران کر دینا۔ششدر کر دینا۔﴿بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ﴾ (21/الانبیاء:40) ”بلکہ وہ یعنی آگ آئے گی ان کے پاس اچانک تو وہ ششدر کر دے گی ان کو۔“

بُھْتَانٌ فُعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ انتہائی حیران وششدر کرنے والا۔ پھر اصطلاحاً ایسے جھوٹ اور جھوٹے الزام کے لیے آتا ہے جسے سُن کر انسان ششدر اور دم بخود رہ جائے۔ ﴿هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾﴾ (24/النور:16) ''یہ ایک عظیم جھوٹا الزام ہے۔''

ترکیب

اَنْ سے پہلے بَا سببیہ محذوف ہے۔ اٰتٰهُ میں ضمیر مفعولی اَلَّذِیْ کے لیے ہے جبکہ اَلْمُلْكَ مفعول ثانی ہے، فَاِنَّ میں فَ کا مفہوم ہے 'اچھا تو پھر'۔ بُھِتَ ماضی مجہول ہے۔ اس سے پہلے كَ ذٰلِكَ محذوف ہے۔

ترجمہ

اَلَمْ تَرَ	اِلَى الَّذِیْ	حَآجَّ	اِبْرٰهٖمَ
کیا تو نے غور ہی نہیں کیا	اس (کی حالت) کی طرف جس نے	بحث کی	ابراہیمؑ سے

فِیْ رَبِّهٖٓ	اَنْ	اٰتٰهُ	اللّٰهُ	الْمُلْكَ
ان کے رب (کے بارے) میں	(اس سبب سے) کہ	دی اس کو	اللہ نے	بادشاہت

اِذْ قَالَ	اِبْرٰهٖمُ	رَبِّیَ الَّذِیْ	یُحْیٖ	وَیُمِیْتُ
جب کہا	ابراہیمؑ نے	میرا رب وہ ہے جو	زندگی دیتا ہے	اور موت دیتا ہے

قَالَ	اَنَا	اُحْیٖ	وَاُمِیْتُ	قَالَ	اِبْرٰهٖمُ
اس نے کہا	میں (بھی)	زندگی دیتا ہوں	اور موت دیتا ہوں	کہا	ابراہیمؑ نے

فَاِنَّ	اللّٰهَ	یَاْتِیْ	بِالشَّمْسِ	مِنَ الْمَشْرِقِ	فَاْتِ
(اچھا تو) پھر یقیناً	اللہ	لاتا ہے	سورج کو	مشرق سے	پس تو لا

بِهَا	مِنَ الْمَغْرِبِ	فَبُهِتَ	الَّذِیْ
اس کو	مغرب سے	پس (اس طرح) ششدر رہ گیا	وہ جس نے

كَفَرَ	وَاللّٰهُ	لَا یَهْدِی	الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ
انکار کیا	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم قوم کو

نوٹ۔1

اُستادِ محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے نشاندہی کی ہے کہ لفظ ابراہیم سورہ بقرہ میں ''ی'' کے بغیر یعنی اِبْرٰهٖم لکھا گیا ہے جبکہ باقی قرآن مجید میں اسے ''ی'' کے ساتھ یعنی اِبْرٰهِیْم لکھا گیا ہے۔

آیت نمبر (259)

﴿اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ
اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ
عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی
الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ ﴿٢٥٩﴾﴾

خ و ی

487

(ض) **خَوَاءً** اوندھا ہونا۔ منہدم ہونا۔

خَاوِیَۃٌ اسم الفاعل خَاوٍ کا مؤنث ہے۔ اوندھی ہونے والی یعنی اوندھی۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع ر ش

(ض) **عَرْشًا** کسی چیز پر چھپر یا چھت ڈالنا۔ ﴿وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ﴾ (7/الاعراف:137) ''اور ہم نے برباد کیا اس کو جو بنایا کرتے تھے فرعون اور اس کی قوم، اور اس کو جو وہ لوگ چھت ڈالا کرتے تھے۔''

عَرْشٌ ج عُرُوْشٌ۔ اسم ذات ہے۔ چھپر۔ چھت۔ تخت۔ (کیونکہ یہ زمین سے اونچا ہوتا ہے)۔ ﴿وَ رَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ﴾ (12/یوسف:100) ''اور اس نے اُٹھایا اپنے والدین کو تخت پر۔'' ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ﴾ (9/التوبۃ:129) ''اور وہ عظیم عرش کا مالک ہے۔''

مَعْرُوْشٌ اسم المفعول ہے۔ چھپر یا چھت ڈالا ہوا۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ﴾ (6/الانعام:141) ''اور وہ ہے جس نے پیدا کیا باغات کو، چھپر ڈالے ہوئے اور بغیر چھپر ڈالتے ہوئے۔''

ل ب ث

(س) **لَبْثًا** کسی جگہ قیام کرنا۔ ٹھہرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

لَابِثٌ اسم الفاعل ہے۔ ٹھہرنے والا۔ ﴿لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا﴾ (78/النبا:23) ''قیام کرنے والے ہیں اس میں مدتوں۔''

(تفعّل) **تَلَبُّثًا** بتکلّف ٹھہرنا یعنی دیر کرنا۔ ﴿وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا﴾ (33/الاحزاب:14) ''تو وہ لوگ دیر نہیں کریں گے اس میں مگر تھوڑی سی۔''

س ن ہ

(س) **سَنْهًا** بہت سالوں والا ہونا۔ متغیر ہونا۔ بگڑ جانا۔ (مدت گزرنے کی وجہ سے)

(تفعّل) **تَسَنُّهًا** متغیر ہونا۔ خراب ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ح م ر

(ن) **حَمْرًا** کھال کھرچنا (جس سے سرخی ظاہر ہو جائے)

اَحْمَرُ مؤنث حَمْرَاءُ ج حُمْرٌ۔ اَفعل الوان وعیوب ہے، سرخ رنگ والا۔ ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ﴾ (35/فاطر:27) ''اور پہاڑوں میں سرخ وسفید راستے ہیں۔''

حِمَارٌ ج حُمُرٌ اور حَمِيْرٌ۔ اسم ذات ہے۔ گدھا۔ ﴿كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ﴾ (74/المدثر:50) ''گویا کہ وہ لوگ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔'' ﴿اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾ (31/لقمان:19) ''بیشک سب سے بُری آواز گدھوں کی آواز ہے۔''

ن ش ز

(ن) **نَشْزًا** کسی چیز کا اپنی جگہ سے اُبھرنا۔ اوپر اٹھنا۔

نُشُوْزًا بدخو یا بدکلام ہونا۔ زیادتی کرنا۔

اُنْشُزْ فعل امر ہے۔ تو اُبھر۔ تو اُٹھ۔ ﴿وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا﴾ (58/المجادلہ:11) ''اور جب کہا جائے کہ تم لوگ اُٹھو تو تم لوگ اُٹھ جاؤ۔''

نُشُوْزٌ اسم ذات ہے۔ بدخوئی۔ زیادتی۔ ﴿وَ اِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا﴾ (4/النساء:128)
''اور اگر کسی عورت کو خوف ہو اپنے شوہر سے زیادتی کا۔''

(افعال) اِنْشَازًا کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَوْ گزشتہ آیت کے اَلَمْ تَرَ پر عطف ہے۔ پورا جملہ اس طرح ہوگا۔ اَوْ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ کَانَ کَالَّذِیْ۔ وَهِیَ کا واوٴ حالیہ ہے۔ یُحْیٖ کا مفعول ھٰذِہٖ ہے۔ مِائَۃَ عَامٍ ظرف ہے اس لیے مِائَۃَ منصوب ہے۔ کَمْ لَبِثْتَ میں کَمْ کی تمیز محذوف ہے جو یَوْمًا یا عَامًا ہو سکتی ہے۔ طعام اور شراب کے لیے کے لیے تثنیہ کا صیغہ آنا چاہیے تھا لیکن لَمْ یَتَسَنَّهْ واحد آیا ہے اس کی وضاحت آگے نوٹ میں کی جائے گی۔ اور یہ دراصل یَتَسَنَّهُ تھا جو لَمْ کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ لِنَجْعَلَكَ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ درمیان میں جملۂ معترضہ ہے۔ اِلَی الْعِظَامِ گزشتہ جملہ کے حِمَارِكَ پر عطف ہے۔ نُنْشِزُهَا اور نَكْسُوْهَا کی ضمیر مفعولی اَلْعِظَامِ کے لیے ہیں جبکہ نَكْسُوْ کا مفعول ثانی لَحْمًا ہے اور نَحْنُ ضمیر جو ان میں چھپی ہوئی ہے، ان کی فاعل ہے جو اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

اَوْ	كَالَّذِیْ	مَرَّ	عَلٰی قَرْیَةٍ	وَّ	هِیَ	خَاوِیَةٌ
یا	اس کی مانند جو	گزرا	ایک بستی پر	اس حال میں کہ	وہ	اوندھی تھی

عَلٰی عُرُوْشِهَا	قَالَ	اَنّٰی	یُحْیٖ	هٰذِهِ	اللّٰهُ
اپنی چھتوں پر	اس نے کہا	کس طرح سے	زندہ کرے گا	اس کو	اللہ

بَعْدَ مَوْتِهَا	فَاَمَاتَهُ	اللّٰهُ	مِائَةَ عَامٍ	ثُمَّ
اس کی موت کے بعد	تو موت دی اس کو	اللہ نے	ایک سو سال (کے لیے)	پھر

بَعَثَهٗ	قَالَ	كَمْ	لَبِثْتَ	قَالَ	لَبِثْتُ
اس نے اُٹھایا اس کو	(اللہ نے) کہا	کتنا (عرصہ)	تو ٹھہرا	اس نے کہا	میں ٹھہرا

یَوْمًا	اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ	قَالَ	بَلْ	لَّبِثْتَ	مِائَةَ عَامٍ
ایک دن	یا ایک دن کا کچھ (حصہ)	(اللہ نے) کہا	بلکہ	تو ٹھہرا	ایک سو سال

فَانْظُرْ	اِلٰی طَعَامِكَ	وَشَرَابِكَ	لَمْ یَتَسَنَّهْ
پس تو دیکھ	اپنی خوراک کی طرف	اور اپنی پینے کی چیز کی طرف	وہ متغیر ہی نہیں ہوئی

وَانْظُرْ	اِلٰی حِمَارِكَ	وَلِنَجْعَلَكَ	اٰیَةً
اور تو دیکھ	اپنے گدھے کی طرف	اور (یہ) اس لیے کہ ہم بنائیں تجھ کو	ایک نشانی

لِّلنَّاسِ	وَانْظُرْ	اِلَی الْعِظَامِ	كَیْفَ	نُنْشِزُهَا	ثُمَّ
لوگوں کے لیے	اور تو دیکھ	ہڈیوں کی طرف	کیسے	ہم اُٹھاتے ہیں ان کو	پھر

نَكْسُوْهَا	لَحْمًا ؕ	فَلَمَّا	تَبَيَّنَ	لَهٗ 487	قَالَ
ہم پہناتے ہیں ان کو	گوشت	پس جب	واضح ہوا	اس کے لیے	تو اس نے کہا

اَعْلَمُ	اَنَّ اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
میں جانتا ہوں	کہ اللہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

نوٹ۔1

اُردو میں ہم کہتے ہیں ”دودھ اور دہی کا ذائقہ خراب نہیں ہوا“۔ حالانکہ گرامر کے لحاظ سے کہنا چاہیے تھا ”ذائقے خراب نہیں ہوئے“۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بات کہنے کا یہ انداز عربی سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ عربی میں کبھی واحد بول کر تثنیہ اور کبھی تثنیہ بول کر واحد مراد لیتے ہیں۔ اس آیت میں بھی یہی انداز ہے کہ لَمْ يَتَسَنَّهْ واحد بول کر تثنیہ مراد لیا گیا ہے۔

اِس حوالے سے آسان عربی گرامر کے ”ابتدائیہ“ میں بتائی گئی اس بات کو ذہن میں تازہ کرلیں کہ زبان پہلے وجود میں آتی ہے اور قواعد بعد میں مرتب کیے جاتے ہیں۔ اس لیے گرامر اہلِ زبان کے تابع ہوتی ہے لیکن اہلِ زبان گرامر کے پابند نہیں ہوتے۔

نوٹ۔2

يَتَسَنَّهْ کے مادے کے بارے میں اختلافِ رائے ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس کا مادہ ”س ن ہ“ ہے۔ حافظ احمد یار صاحب مرحوم نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے اور ہم نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ اس کا مادہ ”س ن ن“ ہے۔ باب تفعّل میں اس کا مضارع يَتَسَنَّنُ بنتا ہے۔ یہ قاعدہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کس لفظ میں ایک ہی حرف دو دفعہ آجائے تو عام طور پر ان کا ادغام کردیتے ہیں۔ اب یہ قاعدہ بھی نوٹ کرلیں کہ ایک ہی حرف اگر تین دفعہ آجائے تو پہلے دو حروف کا ادغام کر کے تیسرے حرف کو ”ی“ میں تبدیل کرسکتے ہیں یعنی یہ قاعدہ اختیاری ہے۔ اس طرح يَتَسَنَّنُ تبدیل ہو کر يَتَسَنّٰى ہوگیا۔ پھر اس پر لَمْ داخل ہوا تو ”ی“ گر گئی اور لَمْ يَتَسَنَّ باقی بچا۔ اس کے آگے جو ہائے ساکن ہے اسے ہائے سکت کہتے ہیں۔ اس کو وقف کے لیے لگاتے ہیں اور اس کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ جیسے كِتٰبِيَهْ ۔ حِسَابِيَهْ وغیرہ۔“ (69/الحاقۃ:19۔20)

آیت نمبر(260)

﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦٠﴾ ﴾

ط م ء ن

(رُباعی) طَمْاَنَةً ذہن کو خلجان سے خالی کرنا۔ پُرسکون کرنا۔ مطمئن کرنا۔

(اِفْعِلْلَالٌ) اِطْمِئْنَانًا ذہن کا خلجان سے خالی ہوجانا۔ پُرسکون ہوجانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

مُطْمَئِنٌّ اسم الفاعل ہے۔ پُرسکون ہوجانے والا۔ ﴿ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ ﴾ (16/النحل:106) ”سوائے اس کے جو مجبور کیا گیا اس حال میں کہ اس کا دِل مطمئن ہوجانے والا ہے ایمان پر۔“

ط ی ر

487

(ض) **طَيْرًا** کسی چیز کا اڑنا۔ پھیل جانا۔﴿ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ ﴾ (6/الانعام:38)''اور نہ کوئی پرندہ جو اُڑتا ہے اپنے پروں پر۔''

طَائِرٌ ج طَيْرٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ اُڑنے والا۔ مختلف مفاہیم میں آتا ہے۔

(۱) پرندہ۔ اوپر آیت (6/الانعام:38)''دیکھیں۔

(۲) اعمال (کیونکہ عمل کے بعد وہ انسان کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں یعنی اُڑ جاتے ہیں۔''﴿ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ﴾ (17/بنی اسرائیل:19)''اور ہر ایک انسان، ہم نے لازم کیا اس پر اس کا عمل اس کی گردن میں۔''

(۳) بدشگونی۔ نحوست (عرب لوگ پرندوں سے شگون لیا کرتے تھے۔ پھر یہ شگون کے بجائے بدشگونی کے لیے استعمال ہونے لگا۔''﴿ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ﴾ (36/یٰس:19)''انہوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔''

(تفعّل) **تَطَيُّرًا** بدشگونی لینا۔ منحوس سمجھنا۔﴿ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ﴾ (36/یٰسین:18)''انہوں نے کہا بیشک ہم تم لوگوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔''

(استفعال) **اِسْتِطَارَةً** پھیل جانا۔ منتشر ہونا۔

مُسْتَطِيْرٌ اسم الفاعل ہے۔ پھیل جانے والا۔﴿ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ ﴾ (76/الدھر:7) ''اور وہ لوگ خوف کرتے ہیں اس دن کا ہوگا جس کا شر پھیل جانے والا۔''

ص و ر

(ن) **صَوْرًا** (۱) بُلانا۔ مائل کرنا۔ (۲) کاٹنا۔ مجسمہ تراشنا۔

صُرْ فعل امر ہے۔ تو مائل کر۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

صُوْرَةٌ ج صُوَرٌ۔ اسم ذات ہے۔ شکل۔ حلیہ۔ صورت۔﴿ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝ ﴾ (82/الانفطار:8)''جیسی شکل میں اس نے چاہا، اس نے ترتیب دیا تجھ کو۔''﴿ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ﴾ (40/مومن:64)''تو اُس نے اچھی بنائیں تمہاری شکلیں۔''

صُوْرٌ اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس میں پھونکنے سے آواز پیدا ہو جیسے بگل۔ سائرن وغیرہ۔﴿ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ﴾ (6/الانعام:73)''جس دن پھونکا جائے گا صور میں۔''

(تفعیل) **تَصْوِيْرًا** کسی کو کوئی شکل یا حلیہ دینا۔﴿ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ﴾ (3/آل عمران:6)''وہ ہے جو شکل دیتا ہے تم لوگوں کو رحموں میں جیسی وہ چاہتا ہے۔''

مُصَوِّرٌ اسم الفاعل ہے۔ شکل دینے والا۔﴿ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ﴾ (59/الحشر:24)''وہ اللہ ہے جو پیدا کرنے والا ہے، وجود بخشنے والا ہے، شکل دینے والا ہے۔''

ج ب ل

(ن) **جَبْلًا** بنانا۔ جیسے مٹی میں پانی ڈال کر گارا بنانا۔

جِبِلَّةٌ ج جِبِلٌّ۔ اسم ذات ہے۔ بنائی ہوئی چیز۔ خلقت۔ (جِبِلَّةٌ اسم جمع ہے اور اس کی جمع بھی آتی

487

ہے)۔﴿ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴾ (26/الشعراء:184)''اور تم لوگ تقوی کرو اس کا جس نے پیدا کیا تم لوگوں کو اور پہلی خلقت کو۔''﴿ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ﴾ (36/یٰسٓ:62)''اور اس نے گمراہ کیا تم میں سے بہت سی خلقتوں کو۔''

جَبَلٌ ج جِبَالٌ۔ پہاڑ۔﴿ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا ﴾ (15/الحجر:82)''اور وہ لوگ تراشتے تھے پہاڑوں میں سے گھر۔''

ج ز ء

(ف) جَزْءًا کسی چیز کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا۔

جُزْءٌ اسم ذات ہے۔ٹکڑا۔حصہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

رَبِّ کی جر یائے متکلم کی علامت ہے یعنی یہ دراصل رَبِّيْ تھا۔اَرِ فعل امر ہے، نِيْ ضمیر مفعولی ہے اور آگے كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى پورا جملہ اس کا مفعول ثانی ہے۔لِيَطْمَئِنَّ سے پہلے سَئَلْتُكَ محذوف ہے۔فَخُذْ کا مفعول مِنَ الطَّيْرِ ہے اور محلاً منصوب ہے، جبکہ اَرْبَعَةً تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔اِجْعَلْ کا مفعول جُزْءًا ہے جبکہ مِنْهُنَّ اس سے متعلق ہے۔طَيْرٌ غیر عاقل کی جمع مؤنث ہے۔اس لحاظ سے فعل واحد مؤنث آنا چاہیے تھا لیکن يَأْتِيْنَ جمع مؤنث آیا ہے۔یہ ایک استثنائی صورت ہے۔جیسے عام طور پر اَيَّامًا مَعْدُوْدَةً آتا ہے لیکن کبھی اَيَّامًا مَعْدُوْدَاتٍ بھی آجاتا ہے۔سَعْيًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ قَالَ	اِبْرٰهٖمُ	رَبِّ	اَرِ	نِيْ	كَيْفَ	تُحْيِ
اور جب کہا	ابراہیمؑ نے	اے میرے رب!	تو دکھا	مجھ کو	کیسے	تو زندہ کرے گا

الْمَوْتٰى	قَالَ	اَوَ	لَمْ تُؤْمِنْ	قَالَ	بَلٰى
مُردہ کو	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	تو کیا	تو ایمان ہی نہیں لایا	(ابراہیمؑ نے) کہا	کیوں نہیں

وَلٰكِنْ	لِيَطْمَئِنَّ	قَلْبِيْ	قَالَ	فَخُذْ
اور لیکن	(میں پوچھتا ہوں) تاکہ پُرسکون ہو جائے	میرا دِل	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	پس تو پکڑ

اَرْبَعَةً	مِّنَ الطَّيْرِ	فَصُرْ	هُنَّ	اِلَيْكَ	ثُمَّ	اجْعَلْ
چار	پرندوں میں سے	پھر تو مائل کر	ان کو	اپنی طرف	پھر	تو رکھ

عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ	مِّنْهُنَّ	جُزْءًا	ثُمَّ	ادْعُهُنَّ	يَاْتِيْنَكَ
ہر ایک پہاڑ پر	ان میں سے	ایک ٹکڑا	پھر	تو پکار ان کو	وہ آئیں گے تیرے پاس

سَعْيًا	وَاعْلَمْ	اَنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ
دوڑتے ہوئے	اور تو جان لے	کہ اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

487

نوٹ۔1

اِس سے پہلے رُباعی مجرد کے چند الفاظ آ چکے ہیں اور اب رُباعی مزید فیہ کا لفظ پہلی مرتبہ آیا ہے۔ چونکہ آسان عربی گرامر میں آپ نے رُباعی کو نہیں پڑھا ہے اس لیے اس مقام پر اس کے متعلق چند باتیں ذہن نشین کر لیں۔

(۱) رُباعی کے اوزان میں فا اور عین کے بعد لام دو مرتبہ آتا ہے۔ نوٹ کر لیں کہ پہلا لام مادے کے تیسرے حرف کے لیے اور دوسرا لام چوتھے حرف کے لیے ہوتا ہے۔

(۲) رُباعی مجرد کا ایک ہی باب ہے۔ اس کا ماضی اور مضارع فَعْلَلَ اور يُفَعْلِلُ کے وزن پر آتے ہیں۔ جبکہ مصدر کے لیے زیادہ تر فَعْلَلَةٌ اور فِعْلَالٌ کے اوزان استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے طَمْأَنَ۔ يُطَمْئِنُ۔ طَمْأَنَةً اور زَلْزَلَ۔ يُزَلْزِلُ۔ زِلْزَالًا وغیرہ۔ یہ باب زیادہ تر متعدی ہوتا ہے۔

(۳) رُباعی مزید فیہ کے تین ابواب ہیں جس میں سے ایک آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔ اس کے ماضی۔ مضارع اور مصدر کے اوزان یہ ہیں۔ اِفْعَلَلَّ۔ يَفْعَلِلُّ۔ اِفْعِلَّالًا۔ آپ کی آسانی کے لیے ہم نے مصدر کے وزن کو کھول کر اِفْعِلْ لَالٌ لکھا ہے تاکہ تیسرے اور چوتھے کلمہ پر آپ صحیح حرکات وسکنات لگا سکیں۔ نوٹ کر لیں کہ اس باب کا ہمزہ، ہمزۃ الوصل ہے اور یہ باب زیادہ تر لازم ہوتا ہے۔

نوٹ۔2

اِس آیت کے حوالے سے ایک اہم اور بنیادی بات یہ نوٹ کر لیں کہ یہ کائنات اور اس کی ہر چیز اپنی زبانِ حال سے اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی توحید اور اس کی قدرت کی گواہی دے رہی ہے۔ اور یہی ایمان کی اصل بنیاد ہے۔ اس ایمان کے بعد جو تفصیلات اور جزئیات قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں ان پر ایمان اور عمل لازمی ہو جاتا ہے، خواہ اطمینانِ قلب حاصل ہو یا نہ ہو۔

نوٹ کریں کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے ایمان کا اقرار کیا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے ان کے اطمینانِ قلب کا بندوبست کیا ہے۔ اسی طرح سے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر ایمان اور اخلاصِ نیت سے عمل کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے انہیں اطمینانِ قلب عطا فرماتا ہے۔

آیت نمبر (261)

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾﴾

س ب ع

(ف) سَبْعًا: ساتواں حصہ لینا (کسی چیز کو سات حصوں میں تقسیم کر کے)۔

سَبْعٌ: اسم عدد بھی ہے۔ سات ﴿لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ۭ﴾ (15/ الحجر:44) ''اس کے سات دروازے ہیں۔''

سَبْعُوْنَ: ستر۔ ﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ﴾ (9/ التوبۃ:80) ''اگر آپؐ استغفار کریں ان کے لیے ستر مرتبہ تو (بھی) ہرگز نہیں بخشے گا اللہ ان کو۔''

سَبُعٌ: اسم ذات ہے۔ درندہ۔ (کیونکہ وہ اپنے شکار کو پھاڑ کر ٹکڑوں میں تقسیم کرتا ہے)۔'' ﴿وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ﴾ (5/ المائدہ:3) ''اور جس کو کھایا درندے نے۔''

س ن ب ل

487

(رُباعی)

سَنۡبَلَۃً: کھیتی کا بالیں نکالنا۔

سُنۡبُلٌ: جمع سَنَابِلُ۔ اسم ذات ہے۔ پودے کی بالی۔ خوشہ۔ ﴿فَمَا حَصَدۡتُّمۡ فَذَرُوۡهُ فِیۡ سُنۡۢبُلِهٖۤ﴾ (12/یوسف:47)''پس جو تم لوگ کاٹو تو چھوڑ دو اس کو اس کے خوشے میں۔'' ﴿وَ سَبۡعَ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ﴾ (12/یوسف:43)''اور سات سبز بالیں/خوشے۔''

ترکیب

کَمَثَلِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حَبَّۃٍ مجرور ہے۔ اَنۡۢبَتَتۡ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو حَبَّۃٍ کے لیے ہے، جبکہ مرکب اضافی سَبۡعَ سَنَابِلَ اس کا مفعول ہے۔ اس لیے اس کا مضاف سَبۡعَ منصوب ہے اور مضاف الیہ سَنَابِلَ محلاً مجرور ہے۔ مِائَۃُ حَبَّۃٍ مبتداء مؤخر ہے اس لیے مضاف مِائَۃُ مرفوع ہے، اِس کی خبر محذوف ہے اور فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ یُضٰعِفُ کا مفعول محذوف ہے جو کہ اِنۡفَاقًا ہو سکتا ہے جبکہ لِمَنۡ متعلق فعل ہے۔

ترجمہ

مَثَلُ الَّذِیۡنَ	یُنۡفِقُوۡنَ	اَمۡوَالَهُمۡ	فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ	كَمَثَلِ حَبَّةٍ
ان لوگوں کی مثال جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	اللہ کی راہ میں	ایک ایسے دانے کی مثال کی طرح

اَنۡۢبَتَتۡ	سَبۡعَ سَنَابِلَ	فِیۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ	مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ	وَاللّٰهُ	یُضٰعِفُ
جس نے اُگائے	سات کوشے	ہر ایک خوشے میں	ایک سو دانے ہیں	اور اللہ	بڑھاتا ہے (انفاق کو)

لِمَنۡ	یَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِیۡمٌ
اس کے لیے جس کے لیے	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	وسعت دینے والا ہے	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

لفظ مِائَۃٌ میں الف زائدہ ہے جیسے اُولٰٓئِکَ میں واؤ زائدہ ہے۔ چند الفاظ میں حروف زائدہ لکھنے کی وجہ سمجھ لیں۔

صحابۂ کرامؓ کے زمانے میں بھی اور آج بھی عربی حرکات وسکنات کے بغیر لکھی اور پڑھی جاتی ہے جیسے فارسی اور اُردو حرکات وسکنات کے بغیر لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ البتہ غیر عربی لوگوں کی سہولت کے لیے بعد میں قرآن مجید میں حرکات وسکنات لکھنے کا رواج ہوا۔

اسی طرح عربی حروف پر نقطے ڈالنے کا رواج بھی بعد میں ہوا۔ صحابۂ کرامؓ کے زمانے میں عربی، حروف کے نقطوں کے بغیر لکھی اور پڑھی جاتی تھی۔ مثلاً اس زمانے میں حرف ''ح'' کو حسب موقع ج۔ ح اور خ پڑھا جاتا تھا اور بالکل درست پڑھا جاتا تھا۔ ہم لوگ اس کو ناممکن قرار دینے سے پہلے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ انگریزی ہماری مادری زبان نہیں ہے، اس کے باوجود ہم لوگ انگریزی حرف ''C'' کو لفظ CIRCLE میں پہلے سین کی آواز سے اور پھر کاف کی آواز سے پڑھ لیتے ہیں حرف ''G'' کو لفظ GENERAL میں جیم اور GOD میں گاف کی آواز سے پڑھ لیتے ہیں۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

بہر حال عربی حروف پر نقطے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ الفاظ میں مشابہت دور کرنے کے لیے کسی ایک لفظ میں کوئی زائد حرف لکھا جاتا تھا۔ جیسے اِلَیۡکَ سے فرق کرنے کے لیے اُولٰٓئِکَ میں واؤ زائد لکھا گیا۔ اسی طرح مِنۡهُ سے فرق کرنے کے لیے مِائَۃٌ میں الف زائد لکھا گیا۔ (واللہ اعلم)

نوٹ۔2

کُلّ کا مضاف الیہ زیادہ تر واحد نکرہ آتا ہے۔لیکن اگر معرفہ آئے تو مفہوم میں کچھ فرق پڑتا ہے۔مثلاً کُلُّ کِتَابٍ کا مطلب ہے ہر ایک کتاب۔جبکہ کُلُّ الْکِتَابِ کا مطلب ہے کل کی کل کتاب یعنی وہ پوری کتاب جس کی بات ہو رہی ہے۔

آیت نمبر(262)

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾﴾

ترکیب

يُتْبِعُوْنَ کا مفعول اول مَا ہے،جبکہ مَنًّا اور اَذًی اس کے مفعول ثانی ہیں اس لیے یہاں اَذًی محلًا منصوب ہے۔اَجْرُهُمْ مبتداء مؤخر ہے،اس کی خبر محذوف ہے جو ثَابِتٌ یا مَحْفُوْظٌ ہوسکتی ہے،لَهُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے اور عِنْدَ رَبِّهِمْ متعلق خبر ہے۔لَا خَوْفٌ مبتداء نکرہ ہے کیونکہ قاعدہ بیان ہو رہا ہے،اس کی بھی خبر محذوف ہے اور عَلَيْهِمْ قائم مقام خبر ہے۔هُمْ مبتداء ہے اور يَحْزَنُوْنَ جملہ فعلیہ بن کر اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

لَا يُتْبِعُوْنَ	ثُمَّ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	اَمْوَالَهُمْ	يُنْفِقُوْنَ	اَلَّذِيْنَ
وہ لوگ پیچھے نہیں لگاتے	پھر	اللہ کی راہ میں	اپنے مالوں کو	خرچ کرتے ہیں	وہ لوگ جو

لَّهُمْ	وَّلَآ اَذًى ۙ	مَنًّا	اَنْفَقُوْا	مَآ
ان کے لیے ہے	اور نہ ہی ستانے کو	احسان جتانے کو	انہوں نے خرچ کیا	اس کے جو

وَلَا هُمْ	عَلَيْهِمْ	وَلَا خَوْفٌ	عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	اَجْرُهُمْ
اور نہ ہی وہ لوگ	ان پر	اور کوئی خوف نہیں ہے	ان کے رب کے پاس	ان کا اجر

يَحْزَنُوْنَ
پچھتاتے ہیں

نوٹ۔1

خوف کا تعلق مستقبل کے اندیشوں سے ہے۔انسان کو ہر وقت دھڑکا لگا رہے کہ کہیں یہ نہ ہو جائے کہیں وہ نہ ہو جائے۔حزن کا تعلق ماضی کے پچھتاووں سے ہے۔کاش!میں نے یہ نہ کیا ہوتا۔کاش!ایسا نہ ہوتا۔ایک انسان اگر ان دو کیفیتوں سے محفوظ و مامون ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے جو بے غرض انفاق کے اصل اجر کے علاوہ ہے۔اسی لیے فرمایا کہ ان کا اجر تو ان کے رب کے پاس محفوظ ہے اور یہ بھی ہے۔

یہ داخلی کیفیت اصلاً تو جنتی لوگوں کا خاصہ ہے لیکن بے غرض انفاق کرنے والوں کو کسی درجہ میں یہ انعام اِس دنیا میں بھی ملتا ہے۔امام ابن تیمیہ کا غالباً یہی مطلب تھا جب انہوں نے فرمایا کہ میری جنت میرے سینے میں ہے۔برٹرنڈ رسل نے بھی اپنی کتاب CONQUEST OF HAPPINESS میں اپنے غور وفکر کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا کہ HAPPINESS IS A STATE OF MIND۔

اِس دنیا میں جنت حاصل کرنے کے لیے بے غرض انفاق کی ایک صفت اس آیت میں بیان ہوئی ہے کہ نہ صرف احسان نہیں جتاتے بلکہ یہ احتیاط بھی کرتے ہیں کہ ان کے طرزِ عمل سے دوسرے کو کوئی جذباتی ٹھیس بھی

نہ پہنچے۔ ایک صفت آیت نمبر 76/ الدھر:9،8 میں بیان ہوئی ہے کہ وہ لوگ جب کسی مسکین، یتیم یا قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں تو کسی
487
بدلے کی اُمید تو کیا، وہ شکریے کی بھی اُمید نہیں رکھتے۔

آیت نمبر (263)

﴿قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾﴾

غ ن ی

(س) — **غَنِيَ**: (۱) کسی قسم کی کوئی ضرورت لاحق نہ ہونا۔ ضروریات سے بے نیاز ہونا۔ (یہ مفہوم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے)۔ (۲) ضروریات پوری کرنے کے ذرائع میسر ہونا۔ مالدار ہونا۔ بے فکر و بے پرواہ ہونا۔ (یہ مفہوم غیر اللہ کے لیے ہے)۔

مَغْنًى: اپنا وجود قائم رکھنا یعنی زندہ رہنا۔ کسی جگہ رہنا۔ ﴿كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ﴾ (11/ھود:68) ''جیسے کہ وہ لوگ رہتے ہی نہیں تھے اس میں۔''

غَنِيٌّ: ج اَغْنِيَآءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے نیاز۔ مالدار۔ ﴿اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَ هُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ﴾ (9/التوبۃ:93) ''الزام تو بس ان لوگوں پر ہے جنہوں نے رخصت مانگی آپؐ سے اس حال میں کہ وہ لوگ مالدار تھے۔''

(افعال) — **اِغْنَاءً**: (۱) کسی کی کوئی ضرورت پوری کرنا یا تکلیف دور کرنا یعنی کام آنا۔ (۲) مالدار کرنا۔ (۳) بے فکر و بے پرواہ کرنا۔ ﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ﴿۲﴾﴾ (111/اللھب:2) ''کام نہیں آیا اس کے اس کا مال اور جو اس نے کمایا۔'' ﴿وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿۸﴾﴾ (93/الضحیٰ:8) ''اور اُس نے پایا آپؐ کو تنگ دست تو اس نے مالدار کیا۔'' ﴿لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾﴾ (88/الغاشیۃ:7) ''وہ موٹا نہیں کرتا ہے اور نہ بے فکر کرتا ہے بھوک سے۔''

مُغْنِي: اسم الفاعل ہے۔ کام آنے والا۔ بے پرواہ کرنے والا۔ ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ﴾ (14/ابراھیم:21) ''تو کیا تم لوگ دور کرنے والے ہو ہم سے اللہ کے عذاب سے کچھ بھی۔''

(استفعال) — **اِسْتِغْنَاءً**: (۱) بے نیازی اختیار کرنا۔ (۲) بے فکر و بے پرواہ سمجھنا۔ ﴿فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّ اسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ﴾ (64/التغابن:6) ''تو انہوں نے انکار کیا اور منہ موڑا اور بے نیاز ہوا اللہ۔'' ﴿وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ﴿۸﴾ۙ﴾ (92/اللیل:8) ''اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا۔''

ترکیب

مرکب توصیفی قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ اور مفرد مَغْفِرَةٌ یہ دونوں مبتداء نکرہ ہیں اور خَيْرٌ اس کی خبر ہے۔ خَيْرٌ افعل تفضیل ہے اور مِنْ کے ساتھ آیا ہے اس لیے یہ واحد ہی رہے گا۔ صَدَقَةٍ نکرہ موصوفہ ہے۔ يَتْبَعُ کا فاعل اَذًى ہے اس لیے یہاں پر یہ محلاً مرفوع ہے۔

ترجمہ

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ	وَّ مَغْفِرَةٌ	خَيْرٌ	مِّنْ صَدَقَةٍ	يَّتْبَعُهَآ 487
ایک بھلی بات	اوردرگزر	زیادہ بہتر ہے	ایسے صدقے سے	پیچھے پیچھے آتا ہے جس کے

اَذًى ؕ	وَاللّٰهُ	غَنِيٌّ	حَلِيْمٌ
ستانا	اوراللہ	بے نیاز ہے	بر باد ہے

آیت نمبر (264)

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا
يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ ﴾

ت ر ب

(س)

تَرَبًا: کسی چیز کو مٹی لگنا۔ خاک آلود ہونا۔

مَتْرَبَةً: محتاج ہونا۔

مَتْرَبَةٌ: اسم ذات بھی ہے۔ محتاجی۔ ﴿ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ﴿۱۶﴾ ﴾ (90/ البلد:16) ''یا کسی مسکین محتاجی والے کو۔''

تُرَابٌ: اسم ذات ہے۔ مٹی۔ آیت زیر مطالعہ۔

تَرِيْبَةٌ: ج تَرَائِبُ۔ سینے کی پسلی۔ ﴿ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾ ﴾ (86/ الطارق:7) ''وہ نکلتا ہے پیٹھ اور پسلیوں کے درمیان سے۔''

تِرْبٌ: ج اَتْرَابٌ۔ ایک مٹی میں کھیلے ہوئے۔ ہم عمر۔ ﴿ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۙ﴿۳۳﴾ ﴾ (78/ النبا:33) ''اور ہم عمر عورتیں۔''

و ب ل

(ک)

وَبَلًا: کسی چیز کا سخت ہونا۔ نقصان دہ ہونا۔

وَابِلٌ: بڑے بڑے اور وزنی قطروں والی بارش۔ آیت زیر مطالعہ۔

وَبَالٌ: نقصان۔ بُرا انجام۔ سزا۔ ﴿ لِيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ ﴾ (5/ المآئدہ:95) ''تاکہ وہ چکھے سزا اپنے کام کی۔''

وَبِيْلٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ سخت۔ نقصان دہ۔ مضر۔ ﴿ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ ﴾ (73/ المزمل:16) ''تو ہم نے پکڑا اس کو ایک سخت پکڑ میں۔''

ص ل د

(ض)

صَلْدًا: گنجے سر کا چمکنا۔ پتھر کا چکنا اور چمکدار ہونا۔

صَلْدٌ: اسم ذات بھی ہے۔ چکنا اور چمکدار پتھر۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

يُنْفِقُ کا مفعول مَالَهٗ ہے جبکہ رِئَآءَ النَّاسِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ وَلَا يُؤْمِنُ کا واو حالیہ ہے۔ صَفْوَانٍ نکرہ موصوفہ ہے۔ تُرَابٌ مبتداء مؤخر نکرہ ہے۔ اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور عَلَيْهِ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ اس کی ضمیر صَفْوَانٍ کے لیے ہے۔ فَاَصَابَهٗ کی ضمیر مفعولی بھی صَفْوَانٍ کے لیے ہے اور اس کا فاعل وَابِلٌ ہے۔ صَلْدًا حال ہے۔

ترجمہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُبْطِلُوْا	صَدَقٰتِكُمْ	بِالْمَنِّ 487
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ باطل مت کرو	اپنے صدقات کو	احسان جتانے سے

وَالْاَذٰى	كَالَّذِيْ	يُنْفِقُ	مَالَهٗ	رِئَآءَ النَّاسِ	وَ
اور ستانے سے	اس کی مانند جو	خرچ کرتا ہے	اپنے مال کو	لوگوں کو دکھاتے ہوئے	اس حال میں کہ

لَا يُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ	فَمَثَلُهٗ	كَمَثَلِ صَفْوَانٍ
وہ ایمان نہیں لاتا	اللہ پر	اور آخری دن (آخرت) پر	تو اس کی مثال	ایک ایسے صاف پتھر کی مثال کی مانند ہے

عَلَيْهِ	تُرَابٌ	فَاَصَابَهٗ	وَابِلٌ	فَتَرَكَهٗ
جس پر	کچھ مٹی ہے	پھر آ لگی اس کو	ایک موٹی بوندوں والی بارش	تو اس نے چھوڑا اس کو

صَلْدًا ۭ	لَا يَقْدِرُوْنَ	عَلٰى شَيْءٍ	مِّمَّا	كَسَبُوْا ۭ	وَاللّٰهُ
چمکتا ہوا	وہ لوگ قابو نہیں پاتے	کسی چیز پر	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	اور اللہ

لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ
ہدایت نہیں دیتا	ناشکری کرنے والے لوگوں کو

آیت نمبر(265)

﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ
اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾﴾

ر ب و

(ن)

رِبَاءً: کسی چیز کا اپنی جگہ سے بلند ہونا۔ اُگنا۔ بڑھنا۔ اُبھرنا۔ ﴿وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ﴾ (22/الحج:5) ''تو دیکھتا ہے زمین کو مرجھائی ہوئی پھر جب بھی ہم اُتارتے ہیں اس پر پانی کو تو وہ لہلہاتی ہے اور اُبھرتی ہے۔''

اَرْبٰى: اَفعل التفضیل ہے۔ زیادہ اُگنے یا بڑھنے والا۔ ﴿تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ﴾ (16/النحل:92) ''تم لوگ بناتے ہو اپنی قسموں کو دخل دینے کا (بہانہ) آپس میں (اس لیے) کہ وہ جاتی ہے ایک قوم زیادہ بڑھنے والی دوسری قوم سے۔''

رَابٍ: فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ اُبھرنے والا۔ چڑھنے والا۔ ﴿فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۭ﴾ (13/الرعد:17) ''تو اُٹھایا بہتے پانی نے اُبھرنے والا کچھ جھاگ۔''

رِبٰوا: اسم ذات ہے۔ بڑھی ہوئی یا اُبھری ہوئی چیز۔ اصطلاحاً سود کے لیے استعمال ہونا ہے۔ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ﴾ (2/البقرہ:276) ''مٹاتا ہے اللہ سود کو اور وہ بڑھاتا ہے صدقات کو۔''

رَبْوَةٌ: اسم ذات ہے۔ بلند جگہ۔ ٹیلہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال)	اِرْبَاءً	بلند کرنا۔ بڑھانا۔ لفظ رِبوا میں آیت نمبر(2/البقرہ:276) دیکھیں۔
(تفعیل)	تَرْبِیَةً	بتدریج بلند کرتے رہنا۔ بڑھاتے رہنا۔ یعنی تربیت کرنا۔﴿ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴾ (17/بنی اسرائیل:24)''اے میرے رب! تو رحم کر ان دونوں پر جیسا کہ ان دونوں نے تربیت کی میری بچپن میں۔''

ط ل ل

(ن)	طَلًّا	شبنم پڑنا۔ پھوار پڑنا۔
	طَلٌّ	اسم ذات ہے۔ شبنم۔ پھوار۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

يُنْفِقُوْنَ کا مفعول اَمْوَالَهُمْ ہے جبکہ مرکب اضافی اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ مَرْضَاتِ کو لمبی تا سے لکھنا قرآن کا مخصوص املاء ہے۔ تَثْبِيْتًا بھی حال ہے۔ جَنَّةٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ بِرَبْوَةٍ خبر محذوف کی قائم مقام خبر ہے۔ اَصَابَهَا کا فاعل وَابِلٌ ہے اور اس کی ضمیر مفعولی جَنَّةٍ کے لیے ہے۔ فَاٰتَتْ کی ضمیر فاعلی هِيَ بھی جَنَّةٍ کے لیے ہے۔ ضِعْفَيْنِ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ فَطَلٌّ فعل محذوف کا فاعل ہے یعنی فَاَصَابَهَا طَلٌّ۔

ترجمہ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمُ	ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ
اور ان لوگوں کی مثال جو	خرچ کرتے ہیں	اپنے مالوں کو	اللہ کی رضا کی جستجو کرتے ہوئے

وَتَثْبِيْتًا	مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	كَمَثَلِ جَنَّةٍ
اور جماتے ہوئے	اپنے آپ کو	ایک ایسے باغ کی مثال کی مانند ہے جو

بِرَبْوَةٍ	اَصَابَهَا	وَابِلٌ	فَاٰتَتْ
ایک ٹیلے پر ہے	آ لگی اس کو	ایک موٹے قطروں والی بارش	تو اس نے دیا

اُكُلَهَا	ضِعْفَيْنِ	فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا	وَابِلٌ
اپنا پھل	دوگنا	پھر اگر نہیں لگتی اس کو	کوئی موٹے قطروں والی بارش

فَطَلٌّ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ
تو (آ لگی اس کو) ایک پھوار	اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے